رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۷۷۵

قال اللہ تعالیٰ وقرآناً فرقناہ لتقرأہ علی الناس علیٰ مکث ونزلناہ تنزیلا

چوں آیت موصوفہ دال ست بر نافعیت تعلیم تدریجی برائے عامۂ ناس

حاضر باشد یا بادی ✤ و نیز بر ضرورت تعلیم علوم قرآنیہ یعنی دینیہ کہ مشتمل ست بر

مقاصد و مبادی ✤ پس اتباعاً للنص المزبور ✤ صحیفۂ شہریہ کہ متدرج ست بتدرج شہور

مسمّی بہ

الہادی

نمبر ۱	بابت صفر المظفر ۱۳۴۴ھ	جلد ۱

کہ جامع ست انواع علوم دینیہ را برائے ہر طالب و جادی و مذکر ست در ہر مجلس و نادی

و مسکن ست برائے ہر جائع و صادی ✤ بصورت ترجمہ رسالہ ترغیب و ترہیب و تسہیل المواعظ

و مصالح عقلیہ و کلید مثنوی و تشرف کہ اکثر آں مستفاد ست از درگاہ ارشادی

یعنی خانقاہ اشرفی امدادی ✤ بادارۂ محمد عثمان عامی ✤ در ہر ماہ اسلامی

در مطبع محبوب المطابع دہلی مطبوع گردید

از کتبخانۂ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی از زندہ و زبر صدق رہبر گردد

فہرست مضامین

رسالہ الہادی بابت صفر المظفر ۱۳۴۴ھ جو

بہ برکت دعاء حکیم الامتہ مجی السنۃ حضرت مولٰنا شاہ محمد اشرفعلی صاحب تھانوی مدظلہم العالی

کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلان دہلی سے شائع ہوتا ہے

اصول و مقاصد رسالہ الہادی اور ضروری اطلاعیں

(۱) رسالہ ہذا کا مقصود امتہ محمدیہ کے عقائد و اخلاق و معاشرت کی اصلاح ہے۔

(۲) یہ رسالہ ہر قمری مہینے کی تیسری تاریخ کو بحمد اللہ عین تاریخ پر ہی شائع ہوتا ہے۔

(۳) کسی ماہ کا رسالہ علاوہ ٹائیٹل کے ڈہائی جز سے کم نہ ہوگا بعض مرتبہ کسی مضمون کی تکمیل کیضرورت سے اس سے بھی بڑھ جانا ممکن ہے اور قیمت سالانہ عہ ہے

(۴) سوائے اُن صاحبوں کے جو پیشگی قیمت ادا فرما چکے ہیں جملہ حضرات خریداران کی خدمت میں رسالہ وی۔ پی بھیجا جائیگا اور دو آنہ خرچ رجسٹری اضافہ کرکے عہ۲ر کا وی۔ پی روانہ ہوگا جسپر ۲ر فیس منی آرڈر ڈاکخانہ اضافہ کریگا اور عہ۴ر کا وی۔ پی پہنچیگا۔

(۵) جن حضرات کیخدمت میں نمونہ کے طور پر رسالہ ارسال کیاجاتا ہو وہ جبتک پیشگی قیمت نہ بھیجیں یا وی۔ پی کی اجازت نہ دینگے دوسرا پرچہ نہ بھیجا جائیگا۔

(۶) جو صاحب درمیان سال مین خریدار ہونگے انکی خدمت میں کل پرچے ابتدا یعنی جمادی الاول ۱۳۴۳ھ سے بھیجے جائینگے اور ابتداء سے خریدار سمجھے جائینگے۔

الراقم

محمد عثمان مالک و مدیر رسالہ الہادی دہلی

اوسکے واسطے وسط جنت میں مکان بنایا جائیگا اور جس نے اپنے اخلاق اچھے کر لئے اُسکے واسطے اعلےٰ جنت میں مکان بنایا جائیگا اسکو ابوداؤد ابن ماجہ بیہقی ترمذی نے روایت کیا ہی اور الفاظ ترمذی کے ہیں اور کہا ہی کہ یہ حدیث حسن ہے اور اسکو طبرانی نے اوسط میں حدیث ابن عمر سے روایت کیا ہے اور اسکے الفاظ اس طرح ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ضامن ہوں اطراف جنت میں ایک مکان کا اوسکے لئے جس نے جھگڑے کو چھوڑ دیا باوجود حق پر ہونے کے اور وسط جنت میں ایک مکان کا ضامن ہوں اُسکے لئے جس نے جھوٹ کو چھوڑ دیا حالت مذاق میں اور اعلےٰ جنت میں مکان کا ضامن ہوں اوسکے لئے جس نے اپنی طبیعت باطنی کو اچھا کر لیا اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے بھی اسی مضمون کی حدیث بزار نے اور طبرانی نے اپنی معاجم ثلاثہ مین بیان کی ہے اوسکی سند میں سوید بن ابراہیم ابو حاتم ہیں اور ابو سعید خدری رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہی کہتے تھے ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے در دولت پر بیٹھے ہوئے باہمی مذاکرہ علمی کر رہے تھے اس نے ایک آیت کے ساتھ نزاع کیا اور اس نے ایک آیت کے ساتھ نزاع کرنا شروع کیا (یعنی ایک ایک نے ایک ایک آیت لے لی اور بحث کرنی شروع کر دی) پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے گویا جناب کے چہرہ مبارک پر انار کے دانے توڑ دئے گئے تھے (یہ محاورہ عرب تھا کہ گورے شخص کا چہرہ جب حالت غضب میں سُرخ ہوتا اور اسپر پسینہ کے قطرہ پڑے ہوتے تو اسکو انار کے دانہ سے تشبیہ دیا کرتے تھے جب وہ سفید چیز پر توڑ دیا جائے) پھر فرمایا اے حاضرین کیا تم اسکے لئے بھیجے گئے ہو یا تم اسکا حکم کئے گئے ہو میرے بعد پھر کافر نہ ہو جانا کہ بعض بعض کی گردن مارو (یعنی اس اختلاف کا آخر انجام میں یہ نکلیگا کہ اختلاف ہوتے ہوتے خصومت اور جنگ وجدال کرنے لگوگے اور اسی میں ممکن ہے کہ نوبت کفر تک پہنچ جائے) اسکو طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے۔ اور اس میں بھی سوید ہے۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی قوم ایسی نہیں ہے کہ وہ بعد اپنی ہدایت کے گمراہ ہوئی ہو۔

۳۷

اور جنگ و جدال نہ دی گئی ہو پھر آپ نے یہ آیت شریف تلاوت فرمائی ما ضربوہ لک الا جدلا
ترجمہ۔ اون یہودوں نے اوس مثال کو آپ سے نہیں بیان کیا مگر واسطے جھگڑے کے اسکو
ترمذی ابن ماجہ نے اور ابن ابی الدنیا نے کتاب الصمت وغیرہ میں روایت کیا ہے۔ اور
ترمذی نے اسکو حسن صحیح کہا ہے۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے مروی ہے کہتی ہیں رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا خدا کے نزدیک زیادہ مبغوض سخت جھگڑالو خصومت میں غالب آنیوالا ہے
اسکو بخاری مسلم ترمذی نسائی نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم نے ارشاد فرمایا ہے قرآن شریف میں جدال کفر ہے (واللہ اعلم بالصواب اس سے
وہ بحث مباحثہ مراد ہے کہ جس سے اظہار حق مطلوب نہ ہو صرف اپنا دوسرے پر غلبہ مقصود
ہو اور باوجود اپنی غلطی معلوم ہو جانے کے زبان کی پیروی کرے اور ناحق کو حق کرنے کی
کوشش کرے یہ قرآن شریف میں تحریف ہے اور اس کے کفر ہونے میں کیا شک ہے)
اسکو ابوداؤد نے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور طبرانی وغیرہ نے حدیث
زید بن ثابت سے اسی حدیث کو روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے
روایت کیا ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ امورات صرف تین قسم
کے ہیں ایک امر ہے کہ اسکا ہدایت و حق ہونا ظاہر ہے اوسکا اتباع کرو اور ایک امر ہے کہ اسکا گمراہی
ہونا ظاہر ہے اوس سے اجتناب کرو اور ایک امر ہے کہ اوسمیں اختلاف کیا گیا ہے اسکو اسکے
جاننے والے کے سپرد کرو اسکو طبرانی نے کبیر میں ایسی سند کے ساتھ بیان کیا ہے جسمیں
کچھ مضائقہ نہیں ہے۔

کتاب الطہارۃ

لوگوں کے سایہ اور راستہ اور گھاٹوں پر قضائے حاجت کرنیسے ترہیب

۴۷

اور وقت قضائے حاجت قبلہ کیطرف رو یا پشت کرنیسے اجتناب کرنیکی ترغیب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ دو لعنت والے کاموں سے بچو لوگوں نے عرض کیا یا حضرت وہ لعنت والے کیا کام ہیں آپنے فرمایا کہ وہ شخص کہ لوگونکے راستہ یا سائہ میں قضائے حاجت کرے۔ اسکو مسلم ابو داؤد وغیرہ نے بیان کیا ہے (میرے خیال میں غسل خانہ میں پیشاب پیخانہ کرنا بھی اسی میں داخل ہے اللہ اعلم بالصواب)

اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے تین لعنت کے مقاموں سے بچو گھاٹ پر اور وسط راستہ میں اور سائہ میں پائخانہ پھرنے سے اسکو ابو داؤد ابن ماجہ نے ابو سعید حمیری کے واسطے سے حضرت معاذ سے روایت کیا ہے اور ابو داؤد نے اس حدیث کو مرسل کہا ہے یعنی ابو سعید نے حضرت معاذ کو نہیں پایا (معلوم ہوتا ہے کہ درمیان سے راوی رہ گیا) خطابی محدث نے کہا ہے کہ سایہ سے وہ سایہ مراد ہے جسکو عام لوگوں نے خوابگاہ اور جائے قیام بنایا ہے کہ اس جگہ راہ گیر اُترتے ہیں اور ہر سایہ کے نیچے قضائے حاجت ممنوع نہیں ہے۔ خود جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کھجوروں کے جھاندوں کے نیچے قضائے حاجت فرمائی ہے لامحالہ اسکا سایہ ہوگا قول خطابی تمام ہوا۔

اور حضرت حذیفہ بن اُسید رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے جس شخص نے مسلمانوں کو اونکے راستہ مین تکلیف پہنچائی۔ اوسپر اون لوگونکی لعنت واجب اور ثابت ہوگئی (یعنی ضرور وہ لوگ لعنت کرینگے) اسکو طبرانی نے کبیر میں اسناد حسن کے ساتھ روایت کیا ہے۔

اور حضرت محمد بن سیرین رحمتہ اللہ علیہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے عرض کیا کہ آپ نے ہم کو ہر چیز میں فتوی دیدیا ہے قریب ہے کہ آپ ہم کو پائخانہ کرنے میں بھی فتوی دینگے فرمایا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے فرماتے تھے جس شخص نے نکالا اپنے پائخانہ کو کسی راستہ پر مسلمانون کے

۷۵

راستوں میں سے او سپر لعنت ہے اللہ کی اور فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی (حدیث میں لفظ سخیمہ آیا ہے جسکے معنی حافظ منذری نے پائخانہ کے فرمائے ہیں اور صراح میں کینہ کے معنے لکھے ہیں) اسکو طبرانی نے اوسط میں اور بیہقی نے روایت کیا ہے اور اسکے راوی سب ثقہ ہیں مگر محمد بن عمرو انصاری

اور حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تم بچورات کو وسط راستہ مین قیام کرنے سے اور وسط راستہ پر نماز پڑہنے سے اسواسطے کہ وہ قیام گاہ سانپوں اور درندوں کی ہے اور منع فرمایا وسط راستہ پر قضا حاجت کرنے سے اسواسطے کہ یہ کام سبب لعنت ہے اسکو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور اسکے راوی ثقہ ہیں۔

اور حضرت مکحول رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے مسجدوں کے دروازوں پر پیشاب کرنے سے اسکو ابو داؤد نے اپنی مراسیل میں بیان کیا ہے (خدا کی پناہ فی زمانہ یہ مرض بہت ہے)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے جس شخص نے قضائے حاجت میں قبلہ کیطرف مُنہ اور پشت نہیں کیا اوسکے واسطے ایک نیکی لکھی جائیگی اور ایک گناہ مٹایا جائیگا اسکو طبرانی نے روایت کیا ہے اور اسکے راوی صحیح حدیثوں کے راوی ہیں۔ حافظ منذری مصنف کتاب فرماتے ہیں قضائے حاجت کے وقت قبلہ کیطرف مونہہ اور پشت کرنے کی ممانعت اس حدیث کے سوا صحیح مشہور حدیثوں میں آئی ہے اُنکی شہرت ہم کو ذکر کرنے سے بے پردہ کرتی ہے اسوجہ سے کہ یہ نہی مجرد ہے واللہ اعلم۔

پانی اور غسلخانہ اور بہت میں پیشاب کرنیسے ترہیب

حضرت جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے وہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جناب نے ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے اسکو مسلم ابن ماجہ نسائی نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے اس سے کہ جاری پانی میں پیشاب کیا جاتے اسکو طبرانی نے اوسط میں اسناد جید سے روایت کیا ہے۔

اور بکر بن ماعز رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں میں نے عبد اللہ بن یزید سے سُنا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کرتے تھے جناب نے منع فرمایا کہ پیشاب گھر میں تشت میں جمع کیا جائے اس واسطے کہ فرشتے اس گھر میں نہیں جمع ہوتے جس میں پیشاب مجتمع رہتا ہو اور تم اپنے غسلخانہ میں ہرگز پیشاب نہ کرنا اسکو طبرانی نے اوسط میں اسناد حسن کے ساتھ اور حاکم نے روایت کیا ہے اور حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ **ف** دوسری حدیث میں وارد ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم شب کے وقت ایک لکڑی کا پیالہ تخت استراحت کے نیچے رکھ لیا کرتے تھے کہ شب کو اگر پیشاب کی ضرورت ہو تو اوسمیں کر لیا کرتے اور صبح کو پھینک دیا جاتا لہذا معلوم ہوتا ہے کہ ممانعت والی حدیث میں یہ مراد معلوم ہوتا ہے کہ ایسا نہیں کرنا چاہیئے کہ برابر اُسی میں چوبچہ کی طرح جمع رہا کرے۔ اللہ اعلم بالصواب۔

اور حمید بن عبد الرحمٰن سے مروی ہے کہتے ہیں میں نے ایک ایسے شخص سے ملاقات کی۔ جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں ایسے رہے ہیں جیسے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ رہے ہیں کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے اس سے کہ ہر روز بالونکا سنگھار کوئی ہم میں سے کیا کرے اور غسلخانہ میں پیشاب کرے اسکو ابو داؤد نے روایت کیا ہے اور نسائی نے اوّل حدیث (یعنی کنگھا کرنیکا مسئلہ)

اور حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے کہ آدمی اپنے نہانے کی جگہ میں پیشاب کرے اور فرمایا کہ اکثر وسوسے اسی سے پیدا ہوتے ہیں اسکو امام احمد نسائی ابن ماجہ ترمذی نے روایت کیا ہے اور لفظ ترمذی کے ہیں اور کہا ہے یہ حدیث غریب ہے ہم اسکو حدیث مرفوع صرف اشعث بن عبد اللہ کی حدیث سے پہچانتے ہیں اسکو اشعث اعمی کہتے ہیں مصنف کہتے ہیں اس حدیث کی اسناد صحیح متصل ہے اور اشعث بن عبد اللہ ثقہ اور بہت سچے ہیں اور اسی طرح باقی راوی بھی ہیں واللہ اعلم۔

اور قتادہ سے مروی ہے انھوں نے عبداللہ بن سرجس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہتے ہین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ آدمی بھٹ میں پیشاب کرے لوگوں نے قتادہ سے عرض کیا بھٹ مین پیشاب کرنے سے کیا بات مکروہ ہے فرمایا یوں کہا جاتا ہے کہ وہ جنات کے رہنے کی جگہ ہے اسکو احمد اور ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا ہے۔

قضائے حاجت پر باتیں کرنیسے ترہیب

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو آدمی پیخانہ میں باتیں نہ کریں کہ ایک دوسرے کے ستر کو دیکھتا جائے اسواسطے کہ اللہ تعالےٰ اس بات پر غصہ ہوتے ہیں اسکو ابوداؤد و ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور لفظ ابن ماجہ کے ہیں اور ابن خزیمہ نے مثل الفاظ ابوداؤد کے روایت کیا ہے کہا میں نے سُنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے نہ نکلیں دو آدمی پیخانہ جاتے ہوں ستر کو کھولے ہوئے باتیں کرتے ہوں اسواسطے کہ اللہ تعالےٰ اسپر خفا ہوتا ہے ان سب نے اس حدیث کو ہلال بن عیاض یا عیاض بن ہلال سے انھوں نے ابوسعید سے روایت کیا ہے اور یہ عیاض ہے کہ اس سے سب اصحاب سنن نے روایت کیا اور میں اسکی جرح اور تعدیل کو نہیں جانتا اور یہ مجہولوں میں شمار کیا جاتا ہے۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے دو آدمی پاٹخانہ سے نکلکر ستر کھولے ہوئے بیٹھ کر باتیں نہ کریں اسواسطے کہ اللہ تعالےٰ اسپر ناراض ہوتے ہیں اسکو طبرانی نے نرم اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔
(مختصر یہ ہے کہ برہنگی کی حالت میں باتیں نہ کرنی چاہئیں اس سے خدائے پاک ناراض ہوتے ہیں واللہ اعلم)

کپڑے وغیرہ کو پیشاب سے نہ بچانے پر ترہیب

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

دو قبروں پر گزرے فرمایا یہ دونوں قبر والے عذاب دیئے جا رہے ہیں اور کچھ بڑی بات میں عذاب نہیں دیئے جا رہے (یعنی اس سے بچنا سہل تھا) بلکہ نہیں بلکہ وہ بڑا ہے ان دونوں میں سے ایک چغلخوری میں پھرتا تھا اور دوسرا پیشاب سے بچاؤ نہیں کرتا تھا اسکو بخاری مسلم ترمذی ابن ماجہ نسائی نے روایت کیا ہے اور بخاری نے دوسری روایت میں اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ کے باغوں میں سے ایک باغ میں کو گزرے دو آدمیوں کی آواز اونکی قبروں میں عذاب دیئے جاتے ہوئے سُنی۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک یہ دونوں عذاب ضرور دیئے جا رہے ہیں اور کچھ بڑی بات میں عذاب نہیں دیئے جا رہے نہیں بیشک وہ بڑا ہے بیشک ان دونوں میں سے ایک پیشاب سے بچاؤ نہیں کرتا تھا اور دوسرا چغلخوری میں پھرتا تھا الے آخر الحدیث اور بخاری نے تو کبیرہ گناہونکے بابوں میں ایک باب باندھا ہے پیشاب سے نہ بچنے کا حافظ منذری مصنف کتاب فرماتے ہیں بڑی بات میں عذاب نہ دیا جانیکا مطلب یہ ہے کہ وہ دونوں کسی ایسے کام میں عذاب نہیں دیئے جا رہے جسکا کرنا کچھ بڑا اور دشوار ہوتا اگر کرنا چاہتے وہ پیشاب سے بچاؤ اور چغلخوری چھوڑنا آپکی یہ مراد نہیں تھی کہ ان دونوں کاموں کی معصیت دین کے بارہ میں کچھ بڑی نہ تھی اور انکا گناہ سہل تھا اور اسی شبہ کے دُور کرنیکی غرض سے پھر فرمایا بیشک وہ بڑا ہے اللہ اعلم بالصواب۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اکثر عذاب قبر پیشاب سے ہوتا ہے اسلئے تم پیشاب سے بچو اسکو بزار نے اور طبرانی نے کبیر میں اور حاکم اور دارقطنی نے روایت کیا ہے اور سب نے ابو یحییٰ قتات عن مجاہد کی روایت سے بیان کیا ہے اور دارقطنی نے کہا ہے کہ اسکی سند میں کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ اور قتات کی عدالت میں اختلاف ہے۔

اور حضرت انس رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پیشاب سے بچو اسلئے کہ اکثر عذاب قبر پیشاب سے ہے اسکو دارقطنی نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ محفوظ مرسل ہے۔

اور حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ

علیہ وسلم میرے اور ایک دوسرے شخص کے درمیان چل رہے تھے اتفاقاً دو قبروں پر پہنچے۔ فرمایا ان دونوں قبروں والے عذاب دئے جارہے ہیں بس تم دونوں ایک کھجور کی ترٹہنی لاؤ ابوبکرہ کہتے ہیں میں اور میرا ساتھی دوڑے میں آپ کے پاس ٹہنی لایا آپ نے اسکو چیرا نصفا نصفی اور ایک کو اس قبر میں اور ایک کو اوس قبر میں رکھا اور فرمایا امید یہ ہے کہ جبتک یہ ٹہنی تر رہے ان لوگوں پر (عذاب میں) تخفیف رہے یہ دونوں کچھہ بڑے کام میں عذاب نہیں دے جارہے غیبت اور پیشاب میں۔ اسکو امام احمد نے اور طبرانی نے اوسط میں اور لفظ طبرانی کے ہیں اور ابن ماجہ نے مختصراً بحر بن مرار سے بواسطے اپنے دادا ابوبکرہ کے روایت کیا ہے مگر بحر نے اپنے دادا کو پایا نہیں۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اکثر عذاب قبر پیشاب سے ہے اسکو امام احمد ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ اور لفظ ابن ماجہ کے ہیں اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور کہا ہے اسکے راوی شرط شیخین پر ہیں اور اسمیں کوئی علت قدح نہیں جانتا مصنف کہتے ہیں یہ حدیث ایسی ہی ہے۔

اور حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک سخت گرمی کے دن بقیع غرقد کی طرف گزرے کہتے ہیں اور لوگ آپ کے پیچھے تھے کہتے ہیں جب آپ نے اصحاب کی جوتیوں کی آواز سنی اسکی آپ نے اپنے دل میں توقیر کی اور بیٹھ گئے یہانتک کہ انکو آگے کر لیا پس جب بقیع غرقد پر گزرے اتفاقاً دو قبریں پائیں کہ اونمیں دو آدمی مدفون تھے کہتے ہیں آپ نے توقف فرمایا اور فرمایا آج تم لوگوں نے کن کن کو دفن کیا ہے۔ اصحاب نے عرض کیا فلاں فلاں کو یا نبی اللہ اور یہ کیا بات ہے فرمایا ان میں سے ایک تو پیشاب سے احتیاط نہیں کرتا تھا اور دوسرا چغلخوری میں پھرتا تھا اور ایک تر ٹہنی لی اور درمیان سے چیرا پھر اسکو دونوں قبروں پر قائم کر دیا لوگوں نے عرض کیا یا نبی اللہ یہ جناب نے کس فائدہ کے واسطے کیا فرمایا ان دونوں سے ضرور تخفیف کیجائیگی صحابہ نے عرض کیا کب تک یہ دونوں عذاب دئے جائینگے فرمایا یہ غیب ہے اسکو بجز پروردگار کے کوئی نہیں جانتا اور اگر تمہارے دلونکی آلودگی اور تمہاری زیادہ گوئی نہ ہوتی تو جو کچھہ ہم نے سُنا تم بھی سُن لیتے اسکو امام احمد نے روایت کیا ہے

(باقی آئندہ)

یعنی پھر تمھیں کیسے جائز ہو سکتا ہے کہ عورتوں کو اپنے سامنے آنے دو۔ اور آدمی کتنا ہی بوڑھا ہو جاوے لیکن اوسکے اندر تھوڑی بہت شہوت تو ضروری ہوتی ہے وہ فرشتہ تو ہو نہیں جاتا ہاں یہ اور بات ہے کہ کچھ کر نہ سکے لیکن بدنگاہی کیلئے تو کچھ قوت کی بھی ضرورت نہیں ہے پھر بوڑھا ہی سہی مگر بدنگاہی سے تو نہ بچ سکے گا۔ مردکی تو پیدائش ہی میں عورتوں کی خواہش رکھی ہوئی ہے پھر پیدائشی جوش کو آدمی کیسے روک سکتا ہے۔ گنج مراد آباد میں ایک بزرگ تھے جناب مولانا فضل الرحمن صاحب انداز "ایکسو" دس برس کی اونکی عمر ہوگی میں اونکی خدمت میں حاضر ہوا جاڑے کا موسم تھا صبح کو اُٹھکر خادم کو آواز دی ارے فلانے مجھکو کچھ شبہ سا ہو گیا ہے جی چاہتا ہے کہ نہالوں طبیعت صاف ہو جاوے گی خادم نے پانی رکھدیا اوسی جاڑے میں غسل کیا بتلایئے اگر بڑھاپے میں کچھ بھی خواہش نہ رہا کرتی تو پھر یہ شبہ کیوں ہوتا کہ کہیں نہانے کی حاجت نہ ہوگئی ہو۔ ایکمرتبہ کانپور میں ہمارے گھر بہت عورتیں آئیں اونہیں آپس میں یہ ذکر ہونے لگا کہ مولانا فضل الرحمن صاحب سے اب پردہ کرنا چاہیئے یا نہیں اب تو وہ بہت بوڑھے ہو گئے کوئی کہتی تھی کرنا چاہیئے اور کوئی کہتی تھی کہ اب اس عمر میں اونمیں رکھا ہی کیا ہے جو اُنسے پردہ کیا جاوے۔ میں نے جو انکی یہ باتیں سُنیں تو حضرت مولانا صاحب کا یہی قصہ میں نے سب کے سامنے بیان کر دیا کہ ابھی تھوڑے دن ہوئے کہ اونہیں ایک مرتبہ یہ شبہ ہوا تھا کہ کہیں نہانے کی حاجت تو نہیں ہوگئی اور وہ اس شبہ کی وجہ سے نہائے بھی تھے اب تم خود ہی سمجھ لو کہ اس عمر میں بھی اُن سے پردہ کرنا ضروری ہے یا نہیں اسکو سنکر سب چپ ہو رہیں۔ حضرت جب سو برس کی عمر میں یہ قصہ ہو سکتا ہے تو پچاس برس کی عمر میں اب کیا مشکل ہے اور اول تو بہت سے پیر جوان بھی ہوتے ہیں پھر پیر سے پردہ نہ کرنا کیسے جائز ہو سکتا ہے اور آجکل تو ہر شخص پیر بن سکتا ہے پیر بننا مشکل ہی کیا ہے بس لمبے لمبے بال ہوں موٹے موٹے دانوں کی تسبیح ہو رنگا ہوا کرتا ہو بس پیر ہو گئے پھر وہ خواہ عورتوں کو گھوریں۔ یا لونڈوں کو تکیں اور چاہے حلال کام کریں یا حرام اونکی پیری ایسی مضبوط ہوتی ہے کہ کسیطرح نہیں جاتی اور لوگوں کی یہ حالت ہے کہ جتنا کوئی شرع کے زیادہ خلاف ہوتا ہے اوتنے ہی

مولانا فضل الرحمن صاحب کی حکایت

۱۷

اوسکے زیادہ معتقد ہوتے ہین سمجھتے ہین کہ یہ اللہ کے نزدیک بہت مقبول ہے اور جو کوئی شرع پر چلتا ہے تو اوسکو سمجھتے ہیں کہ یہ پیر کیسے ہو سکتا ہے یہ تو نرا ملّا ہے۔ یہ تو مردونکی حالت تھی اب عورتون کی حالت سنئے بعضی عورتیں تو ایسی بیحیا ہوتی ہیں کہ وہ خود بھی مردونکو دیکھتی ہیں اور اپنے آپ کو بھی مردونکو دکھادیتی ہیں پردہ وغیرہ اُٹھادیتی ہیں کہ دوسرا مرد اُنکو دیکھہ لیتا ہے اور اوسمیں بالکل احتیاط نہیں کرتیں حدیث میں ہے کہ اللہ تعالےٰ دیکھنے والے کو اور جسکو دیکھا جاوے دونو نکو اپنی رحمت سے دُور کردیتے ہیں۔ عورتونکو جو نصیحت کیجاتی ہے کہ دیکھو ذرا پردہ کا خیال رکھو کسی مرد کی نظر تم پر نہ پڑے تو کہتی ہیں کہ اوتھ ایک دفعہ دیکھکر پھر کیا دیکھے گا ساری عمر ترسیگا۔ جو بڑی پردہ کی بیٹھنے والی کہلاتی ہیں۔ اونکی یہ حالت ہے کہ خاوند کے سامنے تو بھگن ہی بنی رہینگی اور اگر کہیں جاوینگی تو بہت ہی سجکر بیگم بنکر جاوینگی بڑی بیحیائی بے شرمی کی بات ہے کہ خاوند کے سامنے تو اپنے کو نہ سجاوے جسکے سامنے سج بنکر رہنا ضروری ہے اور دوسرون کے دیکھنے کے لئے اپنے کو سجاوے۔ بعض عورتیں دولھا دُلہن اور بارات کو دیکھتی ہیں اور اونکے مرد بھی کچھہ نہیں کہتے بڑی بے شرمی کی بات ہے اور بعض مرد ایک بڑی بے احتیاطی کرتے ہیں کہ گھر میں پکار کر نہیں جاتے ذرا کھنکارا اور فوراً اندر گھس گئے اور اکثر عورتیں بھی ایسی بے احتیاط ہوتی ہیں کہ ڈولی سے اترنے سے پہلے یہ نہیں معلوم کراتیں کہ گھر کے اندر کوئی مرد تو نہیں ویسے ہی گھر کے اندر چلی جاتی ہیں۔ میں ایکدفعہ بیمار تھا بہت عورتیں حالت دریافت کرتے کو ڈولی سے آئیں اور بلا خبر کرائے ڈولی سے اوتر کر گھر میں چلی آئیں۔ مین نے اونکو خوب بُرا بھلا کہا۔ اور جب عورتیں ایک جگہ جمع ہوتی ہیں اوسوقت تو بالکل ہی بے شرم ہوجاتی ہیں بہت مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ اوس گھر کے مرد دروازہ کے اندر سامنے آکر کھڑے ہوجاتے ہیں۔ انمیں سے کسی نے مُنہ پھیر لیا کسی نے آنچل سے مُنہ ڈھک لیا کوئی کسی کے پیچھے ہو گئی اور اسپر تعجب یہ کہ ہر ایک یہی جانتی ہے کہ مجھکو نہیں دیکھا حالانکہ اوس نے سب کو دیکھہ لیا۔ خلاصہ یہ کہ آنکھون کا گناہ سخت ہے اور اوسمیں بہت آدمی پھنس رہے ہیں اسکا بہت انتظام کرنا چاہیئے اپنا بھی انتظام کرو اور گھر والون کا بھی۔ اور اس گناہ سے بچنے کا آسان

بدنگاہی کا مرض بعض عورتون میں بھی ہوتا ہے

۱۸

بدنگاہی سے بچنے کا آسان طریقہ

طریقہ یہ ہے کہ راستہ میں چلنے کے وقت نیچی نگاہ کرکے چلو ادہر اودہر نہ دیکھو خدا نے چاہا
تو بہت بچے رہوگے۔ دیکھئے جب شیطان اللہ تعالےٰ کے دربار سے نکالا گیا تھا تو اوسنے
یہی کہا تہا کہ میں آدمیون کے بہکانے کے لئے سیدہے راستہ پر جا بیٹھونگا جسپر آپ نے
اُنہیں چلنے کا حکم دیا ہے پھر اونکو سامنے سے بھی آکر بہکاؤنگا اور پیچھے سے بھی آکر بہکاؤنگا
اور داہنی طرف سے بھی اور بائیں طرف سے بھی۔ غرضکہ اوس نے چار سمتون سے بہکانے
کو کہا یہ دو سمتیں باقی رہگئیں اوپر کی سمت اور نیچے کی سمت۔ بزرگون نے اسکی بڑی عمدہ
وجہ بیان کی کہ شیطان نے اوپر اور نیچے کی سمتونکو کیون ذکر نہیں کیا فقط چار ہی سمتوں سے
بہکانے کو کہا بات یہ ہے کہ اکثر گناہ ان چار ہی سمتون سے ہوتے ہین پس گناہ سے بچنے
کی دو صورتیں رہیں یا تو اوپر دیکھکر چلو یا نیچے دیکھکر مگر اُوپر دیکھکر چلنے میں تو یہ ڈر ہے کہ
کہیں گر نہ پڑیں یا کچھ آنکھہ میں پڑ جاوے۔ پس اب یہی طریقہ رہگیا کہ نیچے دیکھکر چلیں۔
ایک بزرگؒ تھے وہ بات کرتیکے وقت مردونکو بھی نہ دیکھتے تھے اون سے کسی نے اس کی
وجہ پوچھی فرمایا کہ دو قسم کے لوگ ہیں ایک تو وہ جنکو میں پہچانتا ہون دوسرے وہ جنکو میں
نہیں پہچانتا۔ جنکو پہچانتا ہون اونکو بلا دیکھے بھی آواز سے پہچان لیتا ہون دیکھنے کی کیا ضرورت
ہے اور جنکو نہیں پہچانتا اونکے دیکھنے سے کیا فائدہ ہے۔ سُبحان اللہ حدیث پر چلنا اسے
کہتے ہین کہ حدیث میں آیا ہے کہ آدمی اچھی طرح دیندار اسطرح ہو سکتا ہے کہ بیکار کامونکو
چھوڑ دے۔ دیکھئے ان بزرگ نے بیفائدہ نظر تک نہیں کی۔ بعض بزرگوں نے اس نظر
کے گناہ سے بچنے کے واسطے جنگل میں رہنا اختیار کر لیا تھا۔ ایک بزرگؒ خانہ کعبہ کا طواف
کر رہے تھے اور اونکی ایک آنکھہ پھوٹی ہوئی تھی وہ طواف کرتے جاتے تھے اور یہ کہتے
جاتے تھے کہ اے اللہ میں آپکے غصہ سے پناہ مانگتا ہون کسی نے پوچھا کہ اسقدر کیون
ڈرتے ہو کیا بات ہے فرمایا کہ میں نے ایک لڑکے کو بُری نظر سے دیکھہ لیا تھا غیب سے
چپت لگا اور آنکھہ پھوٹ گئی اسلئے ڈرتا ہون کہ کہیں دوبارہ ایسا نہ ہو جاوے۔ حضرت
جنیدؒ رستے جارہے تھے ایک عیسائی کا خوبصورت لڑکا سامنے سے آرہا تھا ایک مرید نے
پوچھا کہ اللہ تعالےٰ ایسی صورت کو بھی کیا دوزخ میں ڈالیں گے حضرت جنیدؒ نے فرمایا۔

کہ شاید یہ تیری نظروں میں اچھا معلوم ہوا ہے اور اچھا معلوم ہونے کی وجہ سے تونے لیے
دیکھا بھی ہے دیکھہ تو سہی آج ہی کل میں اسکا کیسا مزہ تجھکو ملتا ہے آخر اوسکی یہ سزا ملی کہ
وہ شخص قرآن بھول گیا کچھ بھی یاد نہ رہا خدا کی پناہ بعضے بزرگ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ
وہ خوبصورتی کو پسند کرتے تھے بعض لوگوں کو اس سے دہوکا ہوگیا ہے وہ سمجھ گئے
کہ خوبصورتوں سے ملنا جلنا دیکھنا بھالنا جائز ہے چنانچہ وہ لوگ کہتے ہیں کہ میاں حضرت
مرزا جان جاناںؒ بھی تو بزرگ تھے مگر پھر بھی خوبصورتی پر جان دیتے تھے۔ پھر ہم اگر ایسا
کریں تو کونسی بُرائی ہے واہ صاحب واہ آپکی بھی کیسی بھدی سمجھ ہے میاں بزرگوں کو
اپنی طرح سمجھتے ہو وہ کہیں خوبصورتی سے ایسا شوق تھوڑا ہی رکھتے تھے جو تم سمجھتے ہو اونہیں
تو ہر خوبصورت چیز اچھی لگتی تھی وہ آدمی ہو یا اور کوئی چیز اور جو چیز بھی بدصورت اور بے ڈھنگی
ہوتی تھی اوسکو دیکھکر اونہیں بہت تکلیف ہوتی تھی۔ چنانچہ حضرت مرزا جان جاناںؒ کی
عادت تھی کہ اونہیں جب کہیں جانا ہوتا تھا تو پالکی میں بیٹھکر جاتے تھے اور پالکی کے پٹ
بند کر دیا کرتے تھے کسی نے پوچھا کہ حضرت آپ پٹ کیوں بند کرا دیتے ہیں فرمایا کہ راستہ ۲۰
میں بازار وغیرہ ملتے ہیں اوس میں بعض دوکانیں بے قاعدہ بنی ہوئی ہوتی ہیں مجھکو دیکھکر
بہت تکلیف ہوتی ہے۔ تھانہ بھون میں ایک قاضی تھے وہ اپنے ساتھ ایک شخص کو لیکر
حضرت مرزا صاحب سے ملنے گئے قاضی صاحب کے ساتھی کو ناک صاف کرنیکی ضرورت
ہوئی تو وہ ناک صاف کرنیکے لئے اُٹھا حضرت مرزا صاحب کی نظر پیچھے سے اوسکے پائجامہ
پر پڑ گئی تو سب سلوٹیں پائجامہ کی پیچھے تھیں حضرت مرزا صاحب کے سر میں درد ہوگیا اور
فرمایا کہ قاضی صاحب اس شخص کے ساتھ آپکا کیسے گذر ہوتا ہوگا۔ حضرت مرزا صاحب
کی اور حکایت سنیئے کہ اکبر شاہ ثانی جو آپ کے زمانہ میں بادشاہ تھا ایکمرتبہ آپ کی
خدمت میں حاضر ہوا بادشاہ کو پیاس لگی کوئی خدمتگار اوسوقت موجود نہ تھا اسوجہ
سے بادشاہ صاحب نے خود اٹھکر پانی پیا اور پانی پیکر صراحی پر کٹورا ٹیڑھا رکھدیا۔
حضرت مرزا صاحب کے سر میں درد ہوگیا اور طبیعت پریشان ہوگئی لیکن آپ نے
ضبط کیا چلتے وقت بادشاہ نے عرض کیا کہ حضرت آپکے یہاں کوئی آدمی خدمت کے لئے

نہیں ہے اگر ارشاد ہو تو کوئی آدمی بھیجدون۔ اسپر حضرت مرزا صاحب سے نہ رہا گیا فرمایا
کہ پہلے خود تو آدمی بن لو۔ کٹورہ ٹیڑھا رکھدیا میری طبیعت ابتک پریشان ہے۔ اور سنیئے
ایک شخص نے آپکی خدمت میں انگور بھیجے وہ انگور بہت عمدہ اور پاکیزہ تھے اوس شخص کو
انتظار تھا کہ اب حضرت مرزا صاحب انگورونکی تعریف کرینگے مگر حضرت مرزا صاحب بالکل
چپ تھے آخر اوس نے خود پوچھا کہ حضرت انگور کیسے تھے فرمایا کہ مردونکی بو آتی تھی دریافت
جو کیا تو معلوم ہوا کہ قبرستان میں انگور بوئے گئے تھے وہ انگور وہان سے آئے تھے۔
حضرت مرزا صاحب کو جو خوبصورتی اچھی معلوم ہوتی تھی وہ اونکی پیدائشی بات تھی اونکی
طبیعت ہی اس ڈھنگ کی تھی کہ ہر اچھی چیز پسند فرماتے تھے اونکے نفس میں برائی
کے خیال کا ذرا بھی ملاؤ نہ تھا۔ کیونکہ آپ بچپن میں بھی بدصورت کی گود میں نہ جاتے تھے
بھلا اگر برے خیال سے خوبصورتی پسند کرکے تو بچپن کے زمانہ میں تو اوسکا شبہ بھی
نہیں ہوسکتا۔ مگر پھر بھی حضرت مرزا صاحب اپنی اس حالت کو اچھا نہ سمجھتے تھے۔ چنانچہ
خواجہ میر دردؒ کی نسبت لوگون نے آکر حضرت مرزا صاحب سے عرض کیا کہ خواجہ صاحبؒ ۲۱
راگ سنتے ہین فرمایا کہ بھائی انکو کانوں کا مرض ہے (یعنی راگ سننا) اور مجھکو آنکھوں کا
مرض ہے یعنی خوبصورتی کی طرف رغبت ہونا تو دیکھئے خود آپ ہی نے اسکو مرض کہا
سو مرض تو عیب اور بری بات کو کہتے ہیں تو پھر اور لوگوں کو خوبصورتون سے ملنا جلنا
کیسے جائز ہوسکتا ہے۔ ایک بزرگ کی خوبصورت لڑکے خدمت کیا کرتے تھے اور یہ بزرگ
کبھی کبھی اونہیں پیار بھی کرلیتے ایک روز انکے ایک مرید نے بھی ایک لڑکے کو پیار کرلیا
پیر سمجھ گئے کہ اس نے میری دیکھا دیکھی ایسا کیا ہے ایک روز بازار میں گئے لوہار کی
دوکان پر دیکھا کہ لوہا سرخ انگارہ سا ہورہا ہے پیر صاحب نے فوراً جاکر اوسکو پیار
کرلیا اور اوس مرید سے فرمایا کہ آیئے تشریف لایئے اسکو بھی پیار کیجئے۔ پھر تو یہ گھبرائے
اوسوقت انھون نے اوسکو ڈانٹا کہ خبردار کبھی ہماری دیکھا دیکھی کوئی کام مت کرنا۔
اور کبھی ہم سے برابری کا خیال نہ لانا کیا اپنے کو ہمارے برابر سمجھتا ہے۔ ایک اور
بزرگ تھے اونکو کسی نے دیکھا کہ ایک خوبصورت لڑکے سے پاؤں دبوا رہے ہیں۔

اس شخص کو وسوسہ ہوا کہ یہ کیسے بزرگ ہیں لڑکے سے پاؤں دبواتے ہیں۔ فرمایا کہ آگ کی انگیٹھی اُٹھا لاؤ دہکتی آگ میں پاؤں رکھدیئے اور یہ فرمایا ہمکو کچھ حس نہیں ہمارے نزدیک یہ آگ اور یہ لڑکا برابر ہے۔ لیکن یہ یاد رکھو کہ ایسے بزرگون سے مرید ہونا جائز نہیں ہے جو کہ ظاہر میں شرع کے خلاف ہون پیر بنانے کے لائق وہی بزرگ ہوتے ہیں جو ہر طرح شرع کے موافق ہوں اور جو بزرگ ظاہر میں شرع کے خلاف ہیں وہ پوری طرح شرع کے پابند نہیں کیونکہ یہ بھی تو حکم شرع ہی کا ہے کہ تہمت اور بدگمانی کی جگہ سے بچو۔ چنانچہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی یہی عادت تھی۔ ایکمرتبہ حضور نے مسجد میں اعتکاف کیا تھا حضور کی بی بی حضرت صفیہ حضور کے پاس مسجد میں تشریف لائیں لوٹنے کے وقت حضور اونکے پہونچانے کے لئے اونکے ساتھ دروازہ تک کہ وہ مسجد ہی کی طرف تہا تشریف لائے سامنے دیکھا کہ دو شخص آرہے ہیں فرمایا کہ اپنی جگہ ٹھہر جاؤ یہاں پردہ ہے اور اسکے بعد فرمایا کہ یہ عورت صفیہ تھی کوئی غیر عورت نہ تھی یہ بات اون دونون پر بہت بھاری ہوئی اور عرض کیا کہ حضور کیا آپ پر ایسا گمان ہوسکتا ہے فرمایا شیطان آدمیون کے جسمون مین خون کی طرح دوڑتا ہے مجھے خیال ہوا کہ کبھی وہ تمہارے ایمان کو نہ تباہ کردے پس جو لوگ دوسرون کو دین کا رستہ بتاتے ہیں وہ تو ایسی جگہون سے بھی بچتے ہین جس سے دوسرونکو بدگمانی ہو یہ لوگ ہوتے ہیں پیر بنانے کے لائق اور جو لوگ ایسے ہیں کہ اونکا ظاہر شرع کے موافق نہیں تو اونمیں سے بعض تو مکار ہیں اونکی چھپی ہوئی حالت بھی شرع کے موافق نہیں یہ لوگ تو مردود ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ اونکی چھپی ہوئی حالت تو بالکل شرع کے موافق ہوتی ہے لیکن ظاہر اونکا ہماری سمجھ میں نہیں آتا اونپر اعتراض نہ کرے اور نہ اونکی پیروی کرے نہ اونکے کہنے پر چلے غرضکہ پیر ایسے کو بناوے جسکی ظاہری حالت بھی شرع کے موافق ہو اور چھپی ہوئی حالت بھی شرع کے موافق ہو خلاصہ یہ ہے کہ کسی کے پاس بدنگاہی کے جائز ہونے کا کچھ سہارا نہیں بلکہ بدنگاہی ہر طرح سے حرام ہے اور بڑا بھاری گناہ ہے۔ آگے اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں وما تخفی الصدور یعنی جس چیز کو لوگ سینے میں چھپاتے ہیں اللہ تعالےٰ اوسکو بھی جانتے ہیں۔ یہ پہلے سے بھی سخت ہے۔

پیر بننے کے لائق وہ بزرگ ہیں جنکا ظاہر اور باطن دونوں شرع کے موافق ہوں

۲۲

بدنگاہی ہر طرح حرام ہے ظاہر سے ہو یا دل سے دونوں حرام ہیں

یعنی گناہ فقط نگاہ ہی سے نہیں بلکہ دل سے بھی ہوتا ہی بہت لوگ دل سے سوچا کرتے ہیں اور عورتونکا اور لڑکونکا جنکے ڈاڑہی نہیں نکلی ہوتی دلمیں خیال جماتے ہیں اور خیال سے مزے لیتے ہیں اور یون سمجھتے ہیں کہ ہم پرہیزگار ہین خوب سمجھ لو کہ یہ سب کچھ شیطان کے دہوکے ہیں بلکہ بعض مرتبہ دل کے اندر سوچنے سے اور دل کے اندر باتیں کرنے سے اور زیادہ خرابی ہوتی ہے کیونکہ نگاہ کرنے سے تو بعض مرتبہ بدصورت نکلتا ہے اور دل کے اندر باتیں کرنیں تو طبیعت کو زیادہ لگاؤ ہو جاتا ہے اور دل سے کسیطرح وہ بات نہیں نکلتی بلکہ یہ بھی دہوکہ ہوتا ہے کہ دل میں خیال کرنے اور نگاہ نہ کرنے سے اپنے کو سمجھتا ہے کہ میں نے بہت بڑا کام کیا کہ دیکھنے کو دل چاہتا تھا اور پھر نہیں دیکھا اور اسکا کچھ خیال نہیں کرتا کہ میں دل میں مزے لے رہا ہون جب دل مین مزے لئے تو بہلا پھر کونسا بڑا کام کیا غرضکہ اسکی بہت کوشش کرنی چاہیئے کہ دلمیں کسیکا خیال نہ جمائے اور چونکہ دل کے اندر کانون کے واسطے سے بھی باتیں اس قسم کی پہونچتی ہیں اسلیئے جیسے آنکھونکو دیکھنے سے بچانا چاہیئے ایسے ہی کانون کو بھی سننے سے بچانا چاہیئے ایسے قصّے نہ سُنے نہ ایسی جگہ جاوے جہان گانا بجانا ہو رہا ہو۔ اور بعض مرتبہ خود دل ہی سے گناہ ہوتا ہے آنکھونکا واسطہ نہیں ہوتا جیسے کہ پہلے دیکھی ہوئی صورتیں یاد آتی ہیں اور اونسے مزہ ملتا ہی غرض سب سے بچو۔ اور ایک وجہ اور بھی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دل کا گناہ یعنی اس قسم کے خیال دلمین رکھنا بدنگاہی سے زیادہ سخت ہیں وہ یہ ہی کہ دل سے سوچنے اور آنکھونسے دیکھنے میں ایک فرق بھی ہے یعنی آنکھونکے گناہ مین تو دوسرونکو اسکا دیکھنا معلوم ہوجاتا ہی گو نیت کی دوسرونکو خبر نہ ہو اور دل کے اندر سوچنے کو کوئی بھی نہیں دیکھ سکتا اسکی خبر سوائے اللہ تعالےٰ کے کسیکو نہیں ہوتی۔ بس اس سے وہی بچے گا جسکے دلمیں اللہ تعالےٰ کا بہت ڈر خوف ہو اسکے بعد سمجھنا چاہیئے کہ اس مرض کے دُور کرنیمیں تین درجے ہیں دل کے اندر تقاضا ہو اور پھر دلکو روکے رکھے۔ دوسرے یہ دل کے تقاضے کو کمزور کردے۔ تیسرے یہ ہی کہ جس چیز کیوجہ سے یہ تقاضا پیدا ہوا ہی اوسکو دل سے نکالدے۔ اور تینون میں سے دلکو روکنا یعنی دلمیں اسکا خیال نہ جمنے دینا تو اختیاری ہی کہ اگر آپسے آپ اوسطرف خیال جاوے تو تم اوسکو روکو اور اُسکا آسان

طریقہ یہ ہے کہ جب دلکو کسی خوبصورت کیطرف رغبت ہو تو اوسکا علاج یہ ہے کہ اوسوقت کسی بدشکل
آدمی کی صورت کیطرف دیکھو اگر وہاں کوئی موجود نہو تو کسی ایسے بدصورت کا اسطرح خیال باندہو
کہ ایک شخص ہے کالا رنگ ہے چیچک کے داغ ہیں آنکھوں سے اندہا ہے سر سے
گنجا ہے رال بہ رہی ہے دانت آگے کو نکلے ہوئے ہیں ناک سے نکٹا ہے۔ ہونٹ
بڑے بڑے ہیں اور رینٹ بہ رہی ہے اور مکھیاں اوسپر بیٹھی ہیں گو ایسا شخص دیکھا نہ
ہو مگر خیال سے تراش لو خدا نے چاہا تو جو خرابی خوبصورت کے دیکھنے سے دل میں پیدا
ہو گئی ہے وہ سب جاتی رہے گی اور اگر پھر اوس خوبصورت کا خیال آوے تو پھر بھی
یہی خیال باندہ لو اور اگر اس خیال باندہنے سے پورا فائدہ نہ ہو اور بار بار اسی خوبصورت
کا خیال آنکر ستاوے تو یہ خیال باندہو کہ یہ محبوب ایک روز مرے گا اور قبر میں
جاوے گا وہاں اس کا نازک بدن سڑ گل جاوے گا کیڑے اس کو کھالیں گے۔ لیکن
یہ خیال باندہنا فقط اسیوقت فائدہ دے گا جس وقت کہ یہ خیال دل میں جماؤ گے
کہ یہ مراقبہ اوس خوبصورت کا خیال دل سے ہٹا دے گا لیکن اس کا فائدہ بہت دیر　　۲۴
تک باقی نہ رہے گا جس کی وجہ سے آئندہ کبھی اس قسم کا تقاضا نہ پیدا ہو۔ آئندہ
کے لئے تقاضا نہ پیدا ہونے کا تو علاج یہی ہے کہ خدا کی یاد بہت کرو دوسرے
خدا تعالےٰ کے عذاب کا بھی خیال جماؤ۔ تیسرے یہ کہ سوچو کہ اللہ تعالےٰ جانتا ہے اور
اوسکو مجھپر پوری قدرت ہے جب اسی طرح کچھ مدت تک کرتے رہوگے تو یہ چور
ایک دن دلمیں سے نکل جاوے گا جلدی نہ جاوے گا اس لئے جلدی نہ کرے کیونکہ
ایسا پرانا مرض ایک دن یا ایک ہفتہ میں نہیں جاتا یہاں مجھکو شاہ محمود غزنوی کی
حکایت یاد آگئی محمود نے جب ہندوستان پر حملہ کیا تو ایک ہمراہی سپاہی نے ایک
مندر میں جاکر دیکھا کہ ایک بوڑھا برہمن پوجا پاٹ کر رہا ہے سپاہی نے تلوار دکھائی
کہ کلمہ پڑھ اور مسلمان ہو ورنہ اس تلوار سے دو ٹکڑے کر دوں گا برہمن نے کہا حضور
ذرا ٹھہریئے سپاہی نے پھر تقاضا کیا برہمن نے عرض کیا حضور نوے برس کا رام
تو دل میں سے نکلتے ہی نکلتے نکلے گا ذرا سی دیر میں کیسے نکل جاوے ہمت مت ہارو

دوسرا دورہ مرض ختم ہونے کے بعد تقاضا پھر پیدا ہونے اور اسکا علاج۔

کوشش کرتے رہو تھوڑا تھوڑا یہ تقاضا گھٹتا رہیگا اور تمہارے قابو مین آجاوے گا۔
کہ بری جگہ ہوا ہی نہ کریگا جو تمہارا مطلب ہے۔ تیسرا درجہ یہ ہے کہ وہ مادہ ہی نہ رہے۔
جس سے تقاضا پیدا ہوتا ہے اور ایسی حالت ہوجاوے کہ بالکل رغبت ہی کبھی پیدا نہ ہو
یہ وہ مرتبہ ہے کہ کم عقل دیندار بھی اسکو مقصود سمجھ جاتے ہیں اور اسکے حاصل نہ
ہونے سے پریشان ہوتے ہیں یعنی جب اپنے اندر کسیوقت ایسی رغبت پاتے ہیں۔
تو سمجھتے ہین ہماری سب محنت اکارت ہوگئی۔ جو کچھ کوشش اللہ کی یاد میں کی تھی وہ
سب بیکار گئی یہان تک کہ پریشانی میں ایسی باتین اونکے منہ سے نکل جاتی ہیں کہ بے ادبی
اور گستاخی ہوجاتی ہے جیسے کہ کہہ بیٹھتے ہیں کہ ہم اتنے روز سے حق کی طلب میں رہے
مگر ہم پر رحم نہیں آتا کہ ویسے ہی محروم ہیں یاد رکھو کہ یہ شیطان کا دہوکہ ہے یہ درجہ ہرگز
مقصود نہیں کہ کبھی کوئی خواہش ہی نہ ہوا کرے اور اگر خواہش بالکل نہ رہے گی۔ تو
گناہ سے بچنے میں کوئی کمال نہیں اندہا اگر اپنی تعریف کرے کہ میں دیکھتا نہیں تو یہ
کونسی تعریف کی بات ہے۔ دیکھے گا کیا دیکھنے کی چیز ہی اوسکے پاس نہیں نامرد اگر
دعوے کرے کہ میں عورت کے پاس نہیں جاتا تو یہ کیا کمال ہے بڑا کمال تو یہ ہے کہ
گناہ کرسکو اور پھر اپنے دل کو روکو جس کا میں نے دونون طرح کا علاج بتادیا ایک تو وہ
جو صرف وقت ہی پر کام دے اور اوسکا اثر باقی نہ رہے دوسرا وہ جس سے ہمیشہ کیلئے
تقاضا قابو مین ہوجاوے۔ خلاصہ یہ ہے کہ مجھے اس گناہ پر خبردار کرنا منظور ہے کیونکہ
یہ گناہ آدمیون میں بہت پھیل رہا ہے جو نیک کہلاتے ہیں وہ بھی اس میں پھنسے ہوئے
ہین خدا کے واسطے اسکا انتظام کرنا چاہیئے بڑے افسوس کی بات ہے کہ مُنہ سے تو
حق تعالے کی محبّت کا دعویٰ اور اوسکے غیر پر نظر کرتے ہو اس وقت مجھکو ایک حکایت
یاد آگئی کہ ایک عورت جارہی تھی کوئی خواہش کا بندہ بھی اوسکے ساتھ ساتھ ہولیا اُس
عورت نے پوچھا کہ تم کون ہو اور میرے پیچھے کیون آتے ہو کہا کہ میں تجھپر عاشق ہوگیا
اسلیئے آتا ہون عورت نے جواب دیا کہ پیچھے میری ایک بہن آرہی ہے وہ مجھسے زیادہ
خوبصورت ہے یہ اوسکے دیکھنے کو پیچھے چلا اوس عورت نے اوسکے ایک دہول لگائی

اور کہا کہ اسیرہی عشق کا دعویٰ کرتا تھا۔ صاحبو اگر حق تعالےٰ سامنے کھڑا کرکے اتنا دریافت فرمالیں کہ تو نے ہمیں چھوڑ کر غیر پر کیوں نظر کی تو بتلایئے کیا جواب دیجئے گا۔ یہ ہلکی بات نہیں اسکا بڑا انتظام کرنا چاہیئے ایک اور تدبیر ہے جس سے پہلی تدبیروں کو اور طاقت پہونچتی ہے وہ یہ ہے کہ جب دل میں ایسا خیال پیدا ہو تو ایسا کرو کہ وضو کرکے دو رکعت پڑھو اور توبہ کرو اور اللہ تعالےٰ سے دعا کرو جب گناہ پڑے یا دل میں تقاضا پیدا ہو فوراً ایسا ہی کرو ایک دن تو بہت سی رکعتیں پڑھنا پڑینگی دوسرے دن بہت کم ایسا خیال آوے گا اسی طرح آہستہ آہستہ نکل جاوے گا اسلئے کہ نفس پر نماز بڑی بھاری ہے جب دیکھے گا کہ ذرا مزہ لینے پر یہ مصیبت ہوتی ہے یہ ہر وقت نماز ہی میں رہتا ہے۔ پھر ایسے وسوسے نہ آوینگے۔ اَب اللہ تعالےٰ سے دُعا کیجئے کہ اللہ تعالےٰ ہم کو سب مصیبتوں سے بچائے رکھے آمین ؛

تمت

سلسلہ تسہیل المواعظ کا دسواں وعظ مسمےٰ بہ نگاہ کی حفاظت ختم ہوا۔ اَب انشاء اللہ تعالےٰ گیارہواں وعظ ربیع الاول کے پرچہ میں ہوگا۔

یہ لوگ بیان کریں اور جب ان سے بالکل جدا ہو جاوے اور زمانہ کی سردی و گرمی کا مزہ چکھہ لے اور اسکے بعد ہی اس شخص سے راضی ہو جاوے تو یہ رضامندی فی الواقع رضامندی ہے اور نیز اس نکاح شوہر ثانی کے اشتراط میں اسکو مفارقت کا مزہ چکھانا اور بلا کسی ضروری مصلحت کے سوچے طلاق دینے کے باب میں تقاضائے نفسانی کے تابع ہونے کا عذاب دینا ہے اور نیز اس اشتراط میں مطلقہ ثلاثہ کا اس شخص کی آنکھوں مین عزت دینا ہے اور اس بات کا جتانا ہے کہ تین طلاقوں پر وہی شخص دلیری کر سکتا ہے جو بغیر ذلت اور حد سے زیادہ بے عزتی کے اپنے نفس کو اس عورت کے متعلق طمع کے قطع کرنے پر راضی و قائم کرے۔

طلاق رجعی کا دو تک محدود ہونیکی وجہ

اہل جاہلیت جسقدر چاہتے تھے طلاقیں دیکر رجوع کر لیا کرتے تھے اور ظاہر ہے کہ اسمیں عورت پر کسقدر ظلم تھا لہذا آیت کریمہ نازل ہوئی الطلاق مرتان یعنی ایسی طلاق دو بار ہے جسکے بعد رجوع ہو سکتا ہے پھر اگر تیسری طلاق دے تو اسکے بعد تو جبتک وہ عورت برضا خود کسی اور خاوند سے نکاح نہ کرے پہلے کیلئے وہ حلال نہیں ہو سکتی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس نکاح کے ساتھ صحبت کرنے کو بھی شرط فرمایا ہے اور اس اشتراط سے ہماری یہ ہرگز مراد نہیں ہے۔ کہ وہ عورت خاص حلالہ ہی کی غرض سے دوسرے سے نکاح کریگی بلکہ نکاح تو ہمیشہ کی آبادی کی غرض سے کرے مگر اتفاقاً اگر وہاں بھی طلاق ہو جاوے تو شوہر اول سے نکاح جائز ہے۔

تین طلاق دینے اور پھر نکاح ثانی کے بعد پہلے مرد پر اس عورت کے حلال ہونے کی وجہ

یہ سوال حضرت ابن قیم رحمۃ اللہ تعالے علیہ پر وارد ہوا تھا اسپر جو جواب انھوں نے

اپنی کتاب اعلام الموقعین عن رب العالمین میں درج فرمایا ہے ہم اسکا ترجمہ بطور ملخص یہان لکھدیتے ہیں وھو ھذا تین طلاق کے بعد مرد پر عورت کے حرام ہونے اور دوسرے نکاح کے بعد پھر پہلے مرد پر جائز ہونے کی حکمت کو وہی جانتا ہے جس کو اسرار شریعت اور مصالح کلیۃ الٰہیۃ سے واقفیت ہو پس واضح ہو کہ اس امر میں شریعتین بحسب مصالح ہر زمانہ اور ہر اُمت کیلئے مختلف رہی ہیں شریعت تورات نے طلاق کے بعد جبتک عورت دوسرے خاوند سے نکاح نہ کرے پہلے مرد کا رجوع اس کے ساتھ جائز رکھا تھا اور جب وہ دوسرے شخص سے نکاح کر لیتی تو پہلے شخص کو اس عورت سے کسی صورت میں رجوع جائز نہ تھا۔ اس امر میں جو حکمت و مصلحت آلٰہی ہے ظاہر ہے۔ کیونکہ جب مرد جانے گا کہ اگر میں نے عورت کو طلاق دیدی تو اسکو پھر اپنا اختیار ہو جائیگا۔ اور اسکے لئے دوسرا نکاح کرنا بھی جائز ہو جائیگا اور پھر جب اس نے دوسرا نکاح کر لیا تو مجھپر ہمیشہ کے لئے یہ عورت حرام ہو جائیگی تو ان امور خاصہ کے تصور سے مرد کا عورت سے تعلق و تمسک پختہ ہوتا تھا اور عورت کی جُدائی کو ناگوار جانتا تھا شریعت تورات بحسب حال مزاج اُمت موسوی نازل ہوئی تھی کیونکہ تشدد اور غصہ اور اسپر اصرار کرنا ان میں بہت تھا پھر شریعت انجیلی آئی تو اس نے نکاح کے بعد طلاق کا دروازہ بالکل بند کر دیا جب مرد کسی عورت سے نکاح کر لیتا تو اس کے لئے عورت کو طلاق دینا ہرگز جائز نہ تھا۔

پھر شریعت محمدیہ آسمان سے نازل ہوئی جو کہ سب شریعتون سے اکمل و افضل و اعلےٰ اور پختہ تر ہے اور انسانون کے مصالح معاش و معاد کے زیادہ مناسب اور عقل کے زیادہ موافق ہے خدا تعالےٰ نے اس اُمت کا دین کامل اور ان پر اپنی نعمت پوری کی اور طیبات میں سے اس اُمت کیلئے بعض وہ چیزین حلال ٹھہرائی ہیں جو کسی امت کے لئے حلال نہیں ہوئی تھیں چنانچہ مرد کیلئے جائز ہوا کہ بحسب ضرورت چار عورات تک نکاح کر سکے پھر اگر مرد و عورت میں نہ بنے تو مرد کو اجازت دی کہ اسکو طلاق دیکر اور عورت سے نکاح کرے کیونکہ جبکہ پہلی عورت موافق طبع نہ ہو یا کوئی

اس سے فساد واقع ہو اور وہ اس سے باز نہ آئے تو شریعت اسلامیہ نے ایسی عورت کو مرد کے ہاتھ اور پاؤں اور گردن کی زنجیر بنا کر آپس میں جکڑنا اور اسکی کمر توڑنیوالا بوجھ بنانا نہیں تجویز کیا اور نہ اس دُنیا میں مرد کے ساتھ ایسی عورت کو رکھکر اسکا دوزخ بنانا چاہا ہے۔

زن بد در سرائے مرد نکو همدرین عالم ست دوزخ او

لہذا خدا تعالےٰ نے ایسی عورت کی جُدائی مشروع فرمائی اور وہ جُدائی بھی اسطرح مشروع فرمائی کہ مرد عورت کو ایک طلاق دے پھر عورت تین طہر یا تین ماہ تک اس مرد کے رجوع کا انتظار کرے تاکہ اگر عورت سدہر جائے اور شرارت سے باز آجائے اور مرد کو اس عورت کی خواہش ہو جائے یعنی خدائے مصرف القلوب عورت کیطرف مرد کے دل کو راغب کردے تو مرد کو عورت کی طرف رجوع ممکن ہو سکے اور مرد کیلئے رجوع کرنے کا دروازہ مفتوح رہے تاکہ مرد عورت سے رجوع کر سکے اور جس امر کو غصہ و شیطانی جوش نے اسکے ہاتھ سے نکالدیا تھا اسکو مل سکے اور چونکہ ایک طلاق کے بعد پھر بھی جانبین کی طبعی غلبات اور شیطانی چھیڑ چھاڑ کا اعادہ ممکن تھا اسلئے دوسری طلاق مدت مذکورہ کے اندر مشروع ہوئی تاکہ عورت بار بار کی طلاق کی تلخی کا ذائقہ چکھکر اور خرابی خانہ کو دیکھکر قبیحہ کا اعادہ نہ کرے جیسے اسکے خاوند کو غصہ آوے اور اسکے لئے جدائی کا باعث ہو اور مرد بھی عورت کی جدائی محسوس کرکے عورت کو طلاق نہ دے۔

اور جب اسیطرح تیسری طلاق کی نوبت آپہنچے تو اب یہ وہ طلاق ہے کہ جسکے بعد خدا کا یہ حکم ہے کہ اس مرد کا رجوع اس عورت مطلقہ ثلاثہ سے نہیں ہوسکتا اسلئے جانبین کو کہا جاتا ہے کہ پہلی اور دوسری طلاق تک تمہارا رجوع آپسمیں ممکن تھا اب تیسری طلاق کے بعد رجوع نہ ہو سکے گا تو اس قانون کے مقرر ہونے سے وہ دونوں سدہر جائینگے۔ کیونکہ جب مرد کو یہ تصور ہو گا کہ تیسری طلاق اسکے درمیان اور اسکی بیوی کے درمیان بالکل جُدائی ڈالنے والی ہے تو وہ طلاق دینے سے باز رہیگا کیونکہ جب اس کو اس بات کا علم ہو گا کہ اب تیسری طلاق کے بعد یہ عورت مجھپر بدون شخص ثانی کے شرعی معروف و مشہور نکاح اور اسکی طلاق و عدت کے حلال نہ ہوسکیگی اور پھر دوسرے شخص کے نکاح سے عورت کا

ٹوٹنا بھی یقینی نہیں اور دوسرے نکاح کے بعد بھی جبتک دوسرا خاوند اسکے ساتھ دخول نہ کر چکے اور اسکے بعد یا تو دوسرا خاوند مرجاوے یا وہ اسکو برضا رخود طلاق دیدے اور وہ عورت عدت بھی گذارے تب تک وہ اسکی طرف رجوع نہ کرسکیگا تو اسوقت مرد کو اس رجوع کی ناامیدی کے خیال سے اور انکے محسوس کرنے سے ایک دور اندیشی پیدا ہوجائیگی اور وہ خدا تعالےٰ کے ناپسند ترین مباحات یعنی طلاق کے واقع کرنے سے باز رہیگا اسیطرح جب عورت کو اس عدم رجوع کی واقفیت ہوگی تو اسکے اخلاق بھی درست رہیں گے اور اس سے انکی آپس میں اصلاح ہوسکے گی۔ اور اس نکاح ثانی کے متعلق نبی علیہ السلام نے اس طرح تاکید فرمائی کہ وہ نکاح مدام کیلئے ہو۔ پس اگر دوسرا شخص اس عورت سے اپنے پاس مدامی طور پر رکھنے کے ارادہ سے نکاح نہ کرے بلکہ خاص حلالہ ہی کے لئے نکاح کرے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص پر لعنت فرمائی ہے اور جب پہلا شخص اسی قسم کے حلالہ کے لئے کسی کو رضامند کرے تو اسپر بھی لعنت فرمائی ہے۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم المحلل والمحلل لہ۔ ترجمہ یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حلالہ کرنیوالے اور حلالہ کروانے والے پر لعنت پر لعنت فرمائی تو شرعی حلالہ وہ ہے جو خود ایسے اسباب پیدا ہوجائیں کہ جسطرح پہلے خاوند نے اتفاقاً عورت کو طلاق دی تھی اسیطرح دوسرا بھی طلاق دے یا مرجاوے تو عورت کا رجوع بعد عدت پہلے خاوند کی طرف بلا کراہت درست ہے

۸۰

پس اتنی سخت رکاوٹوں کے بعد پہلے خاوند کی طرف عورت کا رجوع مشروع ہونیکی وجہ بیان مذکورہ سے ظاہر و باہر ہے کہ اہمیں عزت و عظمت امر نکاح کی اور شکر نعمت الٰہی کا اور اس نکاح کا دوام اور عدم قطع ملحوظ ہے کیونکہ جب خاوند کو عورت کی جدائی سے اسکے وصل ثانی تک اتنی رکاوٹیں درمیان میں حائل ہونیوالی متصور ہونگی تو وہ تیسری طلاق تک نوبت نہیں پہنچائیگا۔ ان الشارع حرمہا علیہ حتی تنکح زوجا غیرہ عقوبۃ لہ ولعن المحلل والمحلل لہ مناقضتہما ما قصد اللہ سبحانہ من عقوبتہ وکان من تمام ھذہ العقوبۃ ان طول مدۃ تحریمہا علیہ فکان ذلک ابلغ فیما قصدہ الشارع من العقوبۃ فانہ اذا علم انہا لا تحل لہ حتی تعتد بثلاثۃ قروء ثم تتزوج باخر نکاح رغبۃ مقصوداً لا تحلیل موجباً للعنۃ

ویفارقہا وتعتد من فراقہ ثلثۃ قروء اخر طال علیہ الانتظار وعیل صبرہ ما مسات عن الطلاق الثلاث وھذا واقع علی وفق الحکمۃ والمصلحۃ والترخیص وکان التربص بثلاثۃ قروء فی الرجعۃ نظر المزوج ومراعاۃ لمصلحتہ لما لم یوقع الثالثۃ المحرمۃ لہا علیہ وھہنا کان تربصہا عقوبۃ لہ وزجرالما اوقع الطلاق المحرم لما احل اللہ لہ. والکدت ھذہ العقوبۃ بتحریمہا علیہ الا بعد زوج واصابۃ وتربص ثان ؛

ایلاء کی مدّت چار ماہ مقرر ہونیکی وجہ

خدا تعالےٰ فرماتا ہے للذین یؤلون من نساءھم تربص اربعۃ اشھر فان فاؤا فان اللہ غفور رحیم وان عزموا الطلاق فان اللہ سمیع علیم۔ ترجمہ جو لوگ اپنی بیویوں سے جُدا ہونے کے لئے قسم کھالیتے ہیں انکے لئے چار مہینے کا انتظار ہے سو اگر وہ اس چار ماہ کے عرصہ کے اندر اپنے ارادہ سے باز آجاویں (اور رجوع کرلیں) تو خدا تعالےٰ غفور رحیم ہے اور طلاق دینے پر پختہ ارادہ کرلیں (اسیطرح سے کہ رجوع نکریں) تو یاد رکھیں کہ خدا سننے اور جاننے والا ہے۔

۸۱

ایلاء کے معنے قسم کھانیکے ہیں اہل جاہلیت اس بات کا حلف یعنی قسم کھایا کرتے تھے کہ اپنی بیویوں سے کبھی یا ایک مدت دراز تک جُدا رہیں گے اسمیں عورتوں پر نہایت ظلم اور ضرر تھا لہذا خدا تعالےٰ نے چار مہینے سے زیادہ مدت ایلاء کی منسوخ فرمادی اور اس ایلاء کی مدت چار مہینے مقرر ہونے میں بہت راز ہیں از انجملہ چند درج ذیل ہیں۔

(۱) اس مدت کے معین کرنے کی یہ وجہ ہے کہ اتنی مدت میں خواہ مخواہ نفس کو جماع کا شوق پیدا ہوتا ہے اور اگر انسان ماؤف نہ ہو تو اسکے چھوڑنے سے ضرر پہنچتا ہے۔

(۲) یہ مدت سال کا ایک ثلث حصہ ہے اور نصف سے کم کا انضباط ثلث کے ساتھ ہوا کرتا ہے اور نصف کو مدت کثیرہ شمار کیا جاتا ہے۔

(۳) اگر ایلاء کی مدت زیادہ ہوتی تو مرد لاپرواہ ہو کر عورت کے نان ونفقہ کو ٹال دیتا اور یہ امر عورت کے لئے سخت مضر ہے کہ وہ کہاں سے کھاتی اور کہاں سے پہنتی اور کہاں رہتی۔

(۴) ممکن ہے کہ اس ایلاء سے پہلے مرد نے عورت سے جماع کر لیا ہو جس سے احتمال حمل ہو سکتا ہے اندریں صورت برأت رحم چار ماہ میں بالکل وجوہ معلوم ہو سکتی ہے یہی وجہ ہے کہ متوفی عنہا زوجہا کی عدت چار ماہ دس دن مقرر ہوئی ہے جیسا کہ پہلے بیان ہوا ہے پس اس مدت میں بالکل وجہ اور پورے طور سے ہر کسیکو شناخت حمل ہو سکتی ہے پھر اگر حمل معلوم ہوا اور مرد رجوع بھی نہ کرے تو پھر عدت وضع حمل تک ہے۔

(۵) خدا تعالےٰ نے جو کہ دانائے راز نہاں و آشکارا ہے ایلاء کی مدت چار ماہ مقرر کرنے میں یہ راز رکھا ہے کہ بالعموم فطرتی طور پر تندرست جوان عورت کو چار ماہ سے زیادہ اپنے مرد کی جدائی گران و ناگوار گزرتی ہے اور وہ غالباً اس مدت تک پھر اپنے مرد کا وصال چاہتی ہے چنانچہ حضرت جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ تاریخ الخلفاء میں لکھتے ہیں اخرج ابن جریج قال اخبرنی من اصدق ان عمرؓ بینما ھو یطوف سمع امرأۃ تقول شعرا

تطاول ھذا اللیل واسود جانبہ + وارقنی ان لا خلیل الاعبہ
فلولا حذار اللہ لاشئ مثلہ + لزعزع من ھذا السریر جوانبہ

فقال عمر ومالک قالت اعزبت زوجی منذ اشھر وقد اشتقت الیہ قال اردت سوءً قالت معاذ اللہ قال فاملکی علیک نفسک فانما ھو البرید الیہ فبعث الیہ ثم دخل علی حفصۃ فقال انی سائلک عن امر قد اھمنی فافرجیہ عنی کم تشتاق المرأۃ الی زوجہا فخفضت رأسہا واستحییت قال فان اللہ لا یستحیی من الحق فاشارت بیدھا ثلاثۃ اشھر والا فاربعۃ اشھر فکتب عمر ان لا تحبسن الجیوش فوق اربعۃ اشھر

۸۲

ترجمہ۔ یعنی ابن جریج۔ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی اس شخص نے جسکی بات کو میں سچ جانتا ہوں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ ایک رات مدینہ منورہ کی گلیوں میں اپنی خلافت کے زمانہ میں بپاس خاطر رعیت گشت کر رہے تھے کہ ایک عورت کو شعر ذیل پڑھتے سُنا۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ رات دراز ہو گئی اور اسکے اطراف سخت تاریک و سیاہ ہو گئے ہیں اور مجھے اس خیال نے بیدار کر دیا ہے کہ میرا کوئی دوست نہیں ہے کہ جسکے ساتھ کھیلوں اگر مجھے

خدائے بےمثل و بے مانند کا ڈر نہ ہوتا تو میری اس چارپائی کی طرفین ہلائی جاتیں۔ پس حضرت عمرؓ نے اس عورت کو آواز دیکر کہا کہ تو کیا چاہتی ہے اس عورت نے کہا کہ آپ نے میرے خاوند کو کئی ماہ سے غزوہ پر بھیجا ہے اور اب مجھے اپنے خاوند کے ملنے کا اشتیاق ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا کیا تو بدخیال رکھتی ہے اس عورت نے کہا خدا کی پناہ میرا خیال بد نہیں ہے پس حضرت عمرؓ نے اسکو فرمایا کہ تو اپنے آپ کو ضبط رکھ ابھی تیرے خاوند کو بلانے کیلئے قاصد روانہ کیا جائیگا پھر حضرت عمرؓ بی بی حفصہ کے پاس گئے اور حفصہ سے کہا کہ میں تجھ سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں جسکا مجھے بڑا اہتمام (دامنگیر ہے) اسکو حل کردو اور وہ یہ ہے کہ کتنی مدت کے بعد عورت کو اپنے خاوند کے وصال کا شوق پیدا ہوتا ہے حفصہ نے اپنا سر نیچے کرلیا اور شرما گئیں حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ خدا تعالےٰ سچی بات سے نہیں شرماتا پس حفصہ نے اپنے ہاتھ سے تین مہینے کا اور پھر زیادہ سے زیادہ چار مہینے کی مدت تک کا اشارہ کیا یعنی مرد کو چاہیئے کہ تین ورنہ چار ماہ تک ضرور اپنی عورت سے ملے پس حضرت عمرؓ نے لشکروں کے افسروں کے نام خط لکھکر روانہ کئے اور تاکید کی کہ کسی سپاہی کو چار ماہ سے زیادہ لشکر میں بند نہ رکھا جائے یعنی ہر سپاہی کے لئے ہر چار ماہ کے بعد گھر پر آنے کی رخصت کا عام حکم نافذ فرمادیا

۸۳

وفات انبیاء کے بعد انکی عورتوں سے اوروں کو نکاح حرام ہونیکی وجہ

انبیاء علیہم السلام کی ارواح طیبہ کو بعد مرگ بھی قریب قریب وہی تعلق اپنے اجسام سے رہتا ہے جو قبل از مرگ تھا یہی وجہ ہے کہ انکے اجساد مثل اجسام احیاء کے پھولتے پھٹتے نہیں چنانچہ احادیث میں موجود ہے اور یہی وجہ ہے کہ انکی ازواج مثل ازواج احیاء اوروں کی نکاح کرنیکا اختیار نہیں رکھتیں اور یہی وجہ ہے کہ انکے اموال کو مثل احیاء انکے وارث تقسیم نہیں کرسکتے اور اسی وجہ سے حدیث لا نورث کو معارض آیت یوصیکم اللہ اور آیت لا تنکحوا ازواجہ من بعدہ ابدا کو معارض آیت والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا نہیں کہہ سکتے کیونکہ آیت یوصیکم اللہ اور آیت والذین یتوفون کے مصداق وہ ہیں جنکی ارواح کو انکے ابدان کے ساتھ وہ تعلق نہ رہا ہو جو حالت حیات میں تھا چنانچہ

للرجال نصیب مما ترک الوالدان میں لفظ ترک اورآیت والذین تیوفون میں لفظ توفی اسکا شاہد ہے علی ہذا آیت ولیخش الذین لوترکوا من خلفھم ذریتہ ضعافا میں لفظ ترکوا قرینہ مضمون معروض ہے کیونکہ جیسے مضمون توفی جسکے معنے لغوی قبض کے ہیں۔ جبھی چسپان ہوتا ہے جبکہ کوئی چیز نکال لیجائے اور یہ بات یہاں اسیوقت صحیح ہوسکتی ہے کہ جب رُوح کو بدن سے نکال باہر کیاجائے کیونکہ الذین کا مصداق آیت والذین تیوفون میں وہی ہے اور نیز وہ نہ ہو توجسم ہوگا اور ظاہر ہے کہ جسم مورد توفی وقت مرگ نہیں ہوتا کیونکہ وہ کہیں نکالا نہیں جاتا اسلئے بھی کہنا پڑیگا کہ ایسے لوگون کی روح کو اپنے جسم سے وہ علاقہ نہیں رہتا جو وقت حیات تھا ایسے ہی مضمون ترک بھی گرفتاران محبت اولاد واموال کے حق میں جبھی صحیح ہوسکتا ہے جبکہ اس خاکدان سفلی کو چھوڑ کر عالم علوی کو چلے جاویں سو یہ بھی جبھی متصور ہے جبکہ روح کو وہ تعلق نہ رہے ورنہ وہ ترک نہیں بلکہ مثل بندیوان دست وپابستہ ملاقات اولاد وتصرفات اموال سے مجبور ہیں یہی وجہ ہے کہ قیدیوں کے ازواج واموال انکی ملک سے خارج نہیں ہوتے اور یہی وجہ ہے۔ کہ سکتہ والے کی ازواج واموال بدستور اسکے ملک میں باقی رہتے ہیں گو ان لفظون میں یہ فرق ہے کہ قیدیون کے اجسام مقید ہوجاتے ہیں مگر انکا قیدخانہ یہی جسم خاکی ہوتا ہے اسلئے وہ پھیلاؤ جو بذریعہ ظہور افعالی اختیاریہ ہوا کرتا ہے اور نور آفتاب وقمر کے پھیلاؤ کے مشابہ ہوتا ہے ایسی طرح بند ہوجاتا ہے جیسے چراغ پر کسی ظرف کے رکھدینے کے وقت اسکے نور کا پھیلاؤ بند ہوجاتا ہے سو یہی صورت بعینہ انبیاء علیہم السّلام کی موت کی سمجھو اتنا فرق ہے کہ سکتہ میں بسوائے بعض مواقع تمام اعضاء میں سے روح کھینچ لیجاتی ہے اور تمام قوائے روحانی کو مثل قوت سامعہ وقوت باصرہ اپنے اپنے مواقع سے کھینچ لیتے ہین اور اسوجہ سے اگر تدبیر مناسب نہ بن پڑے تو رفتہ رفتہ بالکل کھینچکر باہر کردیتے ہیں اور ارواح انبیاء کو بدن کے ساتھ علاقہ بدستور رہتا ہی مگر اطراف وجوانب سے سمٹ آتی ہے اسلئے حیات جسمانی کو نسبت سابق اسی طرح قوت ہوجاتی ہو۔ جیسے ظرف مذکور کے رکھدینے کے بعد چراغ کے شعلہ میں نورانیت بڑھجاتی ہو اور سکتہ میں ایسا ہوجاتا ہی

(باقی آیندہ)

بود عمران ہم ز اسرائیلیان لیک مر فرعون را دل بود و جان

یعنی عمران بھی بنی اسرائیل سے تھے مگر فرعون کے دل اور جان تھے یعنی اوسکو ان سے بہت محبت تھی۔

کے گمان بردے کہ او عصیان کند انچہ خوف جان فرعون آن کند

یعنی وہ کب گمان کرتا تھا کہ یہ نافرمانی کرینگے اور جو چیز کہ اوس کی جان کا خوف ہی اوسکو کرینگے۔

ایمن از عمران بُد و افعال او لیک خود آن بد جزائے حال او

یعنی وہ عمران اور اونکے افعال سے بیخوف (اور مطمئن) لیکن خود ہی اوسکی سزا تھی۔

خود کجا در خاطر فرعون بود اینچنین تقدیر چون عاد و ثمود

۷۳

یعنی فرعون کے دل میں ایسی تقدیر کہاں تھی جیسے عاد و ثمود یعنی اوسے کیا خبر تھی کہ جو کچھ ہونیوالا ہے وہ ایسے ہی ہوگا پس عمران سے اتنا کہا کہ تم گھر میں مت جانا یہ کہکر وہ خود گھر میں چلدیا۔

عمران کا والدۂ موسیٰ علیہ السّلام کیساتھ جمع ہونا اور انکا حاملہ ہوجانا

شہ برفت و او بران درگاہ خفت نیم شب آمد بہ پیشش خفیہ جفت

یعنی بادشاہ تو چلا گیا اور وہ اوسکے دروازہ پر سو گئے تو آدھی رات کو اونکے پاس اونکی بیوی آئیں

زن برو افتاد و بوسید آن لبش بر جہانیدش ز خواب اندر شبش

یعنی بیوی اون کے اوپر گر پڑیں اور اون کے لب کو بوسہ دیا اور اوس رات میں ہی اونکو نیند سے جگایا۔

گشت بیدار او وزن را دید خوش بوسہ باران کرد از لب بر لبش

یعنی وہ بیدار ہو گئے اور بیوی کو خوش دیکھا تو بوسہ کی بارش اپنے لب سے اونکے لب پر کر دی یعنی خوب بوسے لیے۔

گفت عمران این چون آمدی گفت از شوق و قضائے ایزدی

یعنی عمران نے پوچھا کہ تم اسوقت کیسے آئیں تو انھوں نے کہا کہ تمہاری ملاقات کے شوق میں اور حکم خداوندی سے موسیٰ علیہ السلام کے والدین کے عقائد تو پہلے سے اچھے تھے۔ اور بعض نے اونکی والدہ کو نبی کہا ہے اگر نبی نہیں تو ولی ہونے میں تو شک ہی نہیں تو ممکن ہے کہ اونکو الہام ہو گیا ہو اسپر کہا کہ حکم خداوندی چونکہ ہمارے سے اوس بچہ کے ظہور کا ہے اسلیئے میں تمہارے پاس آگئی۔

درکشیدش در کنار از مہر مرد برنیامد با خود آن دم در نبرد

یعنی محبت کی وجہ سے مرد نے انکو گود میں لے لیا اور وہ اوسوقت مقابلہ میں اپنے اوپر غالب نہ آسکے مطلب یہ کہ فرعون کی خیر خواہی میں بہت الگ رہنا چاہا مگر قضا کے سامنے کیا کر سکتے تھے آخر مغلوب ہوئے۔

جُفت شد با او امانت را سپرد پس بگفت اے زن نہ این کاریست خورد

یعنی اونکے ساتھ جُفت ہو گئے اور امانت کو سُپرد کر دیا پھر کہا کہ اے عورت یہ کوئی چھوٹا کام نہیں ہے مطلب یہ کہ دیکھو ظاہر مت کرنا بہت بڑی بات ہے۔

آہنے بر سنگ زد زاد آتشے آتشے از شاہ و ملکش کین کشے

یعنی ایک لوہا پتھر پر لگا تو آگ پیدا ہوئی اور آگ وہ کہ جو بادشاہ اور اوسکے ملک سے کینہ کش

تھی یعنی اونکے ملنے سے موسیٰ علیہ السلام جو کہ مہلک فرعون تھے پیدا ہوئے اور انھون نے یہ کہا کہ۔

من چو ابرم تو زمین موسیٰ نبات — حق شہ شطرنج و ما ماتیم مات

یعنی میں تو ابر ہون اور تم زمین ہو اور موسئے نبات ہیں اور حق شہ شطرنج ہے اور ہم مات میں ہیں مات میں چونکہ نجومیون نے کہا تھا کہ ایک لڑکا ہوگا اوسکا یہ نام ہوگا ایسا ہوگا اسلئے انکو نام معلوم تھا اسی سے انھوں نے کہدیا کہ موسئے علیہ السلام نبات کیطرح ہیں اور بادشاہ کا حق ایک شطرنج کی طرح ہے اور ہم اوسپر کھیل رہے تھے مگر کیا کریں ہار گئے اور حق شہ کو ہاتھ سے کھو بیٹھے مگر کیا کریں جو ہونا تھا ہوگیا اور کہا کہ

مات و بُرد از شاہ میدان اے عروس — آن مدان از ما مکن بر ما فسوس

٧٥ یعنی اے دلہن مات اور بازی لیجانا یہ سب خدا کی طرف سے سمجھو اور اسکو ہم سے مت سمجھو اور ہم پر مذاق مت اڑاؤ مات اور برد سے مراد غالبیت اور مغلوبیت ہی حاصل اس شعر کا یہ ہے کہ ٥ از خدا دان خلاف دشمن و دوست ٭ کہ دل ہر دو در تصرف اوست ٭ اور وہی عمران بولے کہ۔

انچہ این فرعون می ترسید ازو — ہست شد این دم کہ گشتم جُفت تو

یعنی جس چیز سے کہ فرعون ڈرتا تھا وہ اسوقت ہست ہوگئی جبکہ میں تمہارے قرین ہوا مطلب یہ کہ آثار سے معلوم ہوگیا کہ علوق ہوگیا اور ایک علامت سب سے زیادہ یہ تھی کہ وہ موسئے تو بنی اسرائیل میں سے اور بنی اسرائیل کا کوئی مرد عورت کے پاس نہیں ہے بلکہ عورتیں گھر میں اور وہ سب میدان میں ہیں۔ صرف ایک ہم دونوں میاں بیوی ہی قرین ہوئے ہیں تو یقیناً ہم سے ہی وہ پیدا ہونگے اسکے بعد یہ فرمایا کہ۔

عمران کا اپنی زوجہ کو بعد اونسے مجامعت کرنیکے وصیت فرمانا

باز گرد آن ہیچ زینہا دم مزن تا نیاید بر من و تو صد حزن

یعنی واپس ہو جاؤ اور کسی سے ذکر مت کرنا تاکہ کہیں مجھ پر اور تم پر سو بلائیں نہ آویں۔ اسلئے کہ اگر کسی کو معلوم ہو جاتا تو کیون کوئی انکو زندہ چھوڑتا اور یہ کہا کہ۔

عاقبت پیدا شود آثار این چون علامتہا رسد اے نازنین

یعنی اے نازنین آخر کار اسکے آثار تو ظاہر ہوں ہی گے جبکہ علامتیں ظاہر ہونگی مطلب یہ کہ تم کسی سے ذکر مت کرنا اگرچہ یہ بات پوشیدہ رہنے والی نہیں ہے مگر تم اپنی طرف سے پوشیدہ ہی رکھنا یہ وصیت کر کے اونکو تو روانہ کیا اودھر میدان میں یہ ہوا کہ۔

۷۶

در زمان از سوئے میدان نعرہا می رسید از خلق و می شد پر ہوا

یعنی اوسیوقت میدان کیطرف سے مخلوق کے نعرے آئے اور ہوا پر ہوگئے یعنی ہوا مین لوگون کے غل مچانے کی آواز آئی۔

شاہ زان ہیبت برون جست آن زمان پا برہنہ کین چہ غلغلہاست ہان

یعنی بادشاہ اونکے خوف سے ننگے پاؤں اوسیوقت باہر نکل آیا کہ ارے یہ کیا شور ہیں۔

از سوئے میدان چہ بانگ است شغب کز نہیبش می رمد جنی و دیو

یعنی میدان کی طرف سے یہ کیا شور اور غل ہے کہ جسکی آواز سے جن اور دیو سب بہاگتے ہیں۔

گفت عمران شاہ مارا عمر باد قوم اسرائیلیانند از تو شاد

یعنی عمران بولے کہ ہمارے بادشاہ کی عمر دراز ہو یہ قوم بنی اسرائیل آپ سے خوش ہیں۔

از عطائے شاہ شادی میکنند رقص می آرند و کفہا می زنند

یعنی آپکی عطا کی وجہ سے خوشی کر رہے ہیں اور ناچ رہے ہیں اور تالیاں بجا رہے ہیں
(بس انہی کا غل ہے یہ کہتے نہیں کہ یہ ساری میری حرکت ہے)

فرعون کا اوس شور وغل کی آواز سے خوف کرنا

گفت باشد کاین بود اما ولیک وہم و اندیشہ مرا پر کرد و نیک

یعنی فرعون نے کہا کہ شاید یہی ہو لیکن (اس نے) میرے وہم اور اندیشہ کو پر کر دیا ہے اور
زیادہ یعنی مجھے تو توہمات آرہے ہیں اور خوف طاری ہے۔

این صدا حال مرا تغییر کرد از غم و اندوہ تلخم پیر کرد

یعنی (فرعون بولا) کہ اس آواز نے تو میری حالت متغیر کر دی غم و اندوہ تلخ نے مجھکو بڈھا
بنا دیا مطلب یہ کہ اس آواز سے تو مجھے بہت ہی خوف معلوم ہوتا ہے اور اوس وقت
حالت یہ تھی کہ۔

پیش می آمد پس می رفت شہ جملہ شب ہمچو حامل وقت زہ

یعنی کبھی آگے آتا تھا اور کبھی پیچھے جاتا تھا وہ بادشاہ ساری رات (اسکی یہ حالت رہی)
جیسے کہ حاملہ در دزہ کے وقت یعنی بہت ہی بے چین رہا۔

ہر زمان میگفت اے عمران مرا سخت از جا بردہ است این نعرہا

یعنی ہر گھڑی یہی کہتا تھا کہ اے عمران یہ نعرے تو مجھے بالکل اپنی جگہ سے لیگئے مطلب یہ کہ

مجھے تو ان نعروں نے ازخود رفتہ بنادیا ہے۔

زہرہ نے عمران مسکین راکہ تا — باز گوید اختلاط جفت را

یعنی عمران مسکین کو اتنی تاب نہ تھی کہ اپنی بیوی کے ساتھ اوس اختلاط کو بیان کردیں۔ اسلئے کہ اگر ذرا زبان سے نکالا اور مارے گئے لہذا بیچارے خاموش تھے اور دوسرے بہانے کررہے تھے۔

چون زن عمران بعمران درخزید — تاکہ شد استارۂ موسےٰ پدید

یعنی جبکہ عمران کی بیوی عمران کے ساتھ ملیں یہانتک کہ موسےٰ علیہ السلام کا ستارہ ظاہر ہوگیا اور نطفہ رہگیا۔ آگے مولانا فرماتے ہیں کہ۔

ہر پیمبر کہ در آید در رحم — نجم او بر چرخ گردد منتجم

یعنی جو پیمبر کہ رحم میں آتے ہیں اونکا ستارہ آسمان پر روشن ہوجاتا ہے بات یہ ہے کہ جب کوئی پیمبر پیدا ہوتے ہیں تو کوئی نہ کوئی ستارہ تو نکلتا ہی ہے اوسیکو کہدینگے کہ یہ ستارہ نکل آیا مگر مولانا قواعد نجوم پر فرمارہے ہیں خیر ہوگا غرضکہ نجومیوں نے دیکھ لیا کہ علوق ہوگیا آگے فرعون کا خبر کے لئے عمران کو میدان میں بھیجنا اور اونکا ظاہر میں نجومیون پر خفا ہونا کہ تم نے انتظام کیون نہ کیا اور پھر فرعون کی ان لوگون پر خفگی بیان فرمادینگے۔

موسیٰ علیہ السلام کے ستارہ کا آسمان پر ظاہر ہوجانا اور نجومیون کا شور کرنا

بر فلک پیدا شد این استارہ اش — کوری فرعون و مکر و چارہ اش

یعنی اونکا (موسے علیہ السلام کا) ستارہ آسمان پر فرعون کے مکر اور اسکے چارہ کے خلاف ظاہر ہو گیا۔ یعنی جو کچھ کہ تدابیر انھوں نے کی تھیں اون سب کے خلاف وہ ستارہ نکل آیا یعنی علوق ہو گیا

شرح حبیبی

روز شد گفتش کہ اے عمران برو — واقف آن غلغل و آن بانگ شو

راند عمران جانب میدان و گفت — این چہ غلغل بود شاہنشہ شنفت

ہر منجم سر برہنہ جامہ چاک — ہمچو اصحاب عزا پاشیدہ خاک

ہمچو اصحاب عزا آواز شان — بد گرفتہ در فغان و ساز شان ۷۹

ریش و مو بر کندہ رو بدریدگان — خاک بر سر کردہ پُر خون دیدگان

گفت خیرست این چہ آشوبست و حال — بدنشانی میدہد منحوس سال

عذر آوردند و گفتند اے امیر — کرد ما را دست تقدیرش اسیر

اینہمہ کردیم و دولت تیرہ شد — دشمن شہ ہست گشت و چیرہ شد

شب ستارہ آن پسر آمد عیان — کوریٔ ما بر جبین آسمان

زد ستاره آن پیمبر بر سما | ما ستاره باز گشتیم از بکا

با دل خوش شاد عمران وز نفاق | دست بر سر می بزد کاه الفراق

کرد عمران خویش پر خشم و ترش | رفت چون دیوانگان بی عقل و ہش

خویشتن را اعجمی کرد و براند | گفتهائے بس خشن بر جمع خواند

خویشتن را ترش غمگین ساخت او | نرد ہائے باز گونه باخت او

۸۰ گفت شان شاه مرا بفریفتید | از خیانت وز طمع نشکیفتید

سوئے میدان شاه را انگیختید | آبروئے شاه ما را ریختید

دست بر سینه زدید اندر زمان | شاه را ما فارغ آریم از غمان

عاقبت زر ہا تلف شد کار خام | شد بر فرعون و بر خواندش تمام

چون شنید از غصه رویش شد سیاه | خواند ایشانرا از خشم آن دین تباه

گفت ایشانرا که ہین اے خائنان | من بر آویزم شما را بے امان

(باقی آینده)

عن بعض الملفوظات والبسط فی رسالۃ حقیقۃ الطریقۃ تحت الحدیث الثالث والعشرین

الحدیث اھل القرآن اھل اللہ وخاصتہ **ن** فی الکبریٰ **ہ ک** من حدیث انس باسناد حسن **ف** فیہ اصل للالقاب المتعارفۃ بین القوم من اھل اللہ وخواص اللہ ونحوھما

الحدیث ان ھذہ القلوب تصدأ کما یصدأ الحدید قیل وما جلاءھا قال تلاوۃ القرآن وذکر الموت البیہقی فی الشعب من حدیث ابن عمر بسند ضعیف

ف فیہ اصل لامثال ھذہ الاطلاقات الشائعۃ بین القوم من الظلمۃ والجلاء للقلب۔

الحدیث اتلوا القرآن وابکوا فان لم تبکوا فتباکوا ہ من حدیث سعد بن ابی وقاص باسناد جید

ف فیہ اثبات التواجد یعنی التشبہ باھل الوجد اذا کان الغرض جلب الحال

اُس کی رسالہ حقیقۃ الطریقہ میں حدیث بست وسوم کے تحت میں ہے۔

حدیث اہلِ قرآن اللہ والے ہیں اور اللہ تعالےٰ کے خاص ہیں روایت کیا اس کو نسائی نے سنن کبریٰ میں اور ابن ماجہ اور حاکم نے حدیث انس سے باسناد حسن **ف** اس میں اصل ہے ان القاب کی جو صوفیہ میں متعارف ہیں جیسے اہل اللہ اور خاصان خدا اور اسی قسم کے۔

حدیث یہ قلوب (کبھی) زنگ آلودہ ہوجاتے ہیں جیسا لوہا زنگ آلودہ ہوجاتا ہے عرض کیا گیا کہ اُس کا جلا کیا ہے آپ نے فرمایا تلاوتِ قرآن اور موت کا یاد کرنا روایت کیا اس کو بیہقی نے شعب میں ابن عمر کی حدیث سے بسندِ ضعیف **ف** اس میں اصل ہے ایسے اطلاقات کی جو قوم میں شائع ہیں جیسے ظلمہ اور جلاء قلوب کے لئے۔

حدیث قرآن مجید کی تلاوت کرو اور روؤ اور اگر رونہ سکو تو رونے کی شکل بناؤ روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے سعد بن ابی وقاص کی حدیث سے باسناد جید **ف** اس میں اثبات ہے تواجد یعنی اہل وجد کے ساتھ تشبہ کا جبکہ غرض کسی حال محمود کا پیدا کرنا ہو نمائش مقصود نہ ہو کہ اس کو تشبع

اصل بعض القاب الصوفیۃ

۳۷

اثبات الظلمۃ والنور للقلب

التواجد لغرض محمود

المحمود لا الرياء -

الحديث خير الرزق ما يكفي وخير الذكر الخفي احمد وابن حبان من حديث سعد بن ابي وقاص **ف** هذه الخيرية باعتبار الاصل ولا يستلزم نفي خيرية الجهر لعارض -

الحديث حديث انه قال لابن مسعود اقرأ فقال يا رسول الله اقرأ وعليك انزل فقال اني احب ان اسمعه من غيري الحديث متفق عليه من حديث ابن مسعود **ف** فيه اهمية جمع الخواطر في بعض الاحوال بحيث يقدم على الطاعة المفضولة باعتبار الاجر لانه لا كلام في زيادة اجر التلاوة

الحديث حديث ابي ذر قام رسول الله صلى الله عليه وسلم فينا ليلة باية يردها وهي

۳۸

بما لم یعط فرمایا گیا ہے)-

حدیث بہترین رزق وہ ہے جو کافی ہو جاوے اور بہترین ذکر وہ ہے جو خفی ہو روایت کیا اسکو احمد اور ابن حبان نے سعد بن ابی وقاص کی حدیث سے **ف** یہ خیر ہونا (ذکر خفی کا) باعتبار اصل کے ہے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جہر میں کسی عارض کے سبب بھی خیریت وافضلیت نہ ہو (اور اس عارض کو حضرات صوفیہ جانتے ہیں اور اس پر دلائل رکھتے ہیں)

حدیث آپنے ابن مسعودؓ سے فرمایا کچھ قرآن پڑھو انہوں نے عرض کیا میں پڑھوں حالانکہ آپ پر آپ پر نازل ہوا آپنے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ دوسرے سے سنوں روایت کیا اسکو شیخین نے ابن مسعودؓ کی حدیث سے **ف** اس میں دلالت ہے کہ اجتماع خواطر بعض احوال میں اس درجہ مقصود ہے کہ اس کی رعایت سے اس طاعت پر قناعت کر لی جاتی ہے جو اجر میں کم ہے اس لئے کہ اس میں کلام نہیں کہ پڑھنے کا ثواب سننے سے زیادہ ہے -

حدیث ابو ذر کی حدیث کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم میں ایک شب اس آیت کے ساتھ قیام فرمایا اسی کو بار بار پڑھتے تھے اور وہ آیت یہ ہے

ان تعذبهم فانهم عبادك ن ه بسند صحيح ف فيه اصل لمشروعية العبادات الشاقة المنقولة عن كثير من اهل الشوق او الخشية اذا خلت عن المحذورات

الحديث حديث علي ما اسر الي رسول الله صلى الله عليه وسلم شيئا كتمه عن الناس الا ان يوتي الله عبدا فهما في كتابه ن من رواية ابي جحيفة قال سألنا عليا فقلنا هل عندكم من رسول الله صلى الله عليه وسلم شيئ سوى القران فقال لا و الذي خلق الحبة وبرأ النسمة الا ان يعطي الله عبدا فهما في كتابه الحديث وهو عند البخاري بلفظ هل عندكم من رسول الله صلى الله عليه وسلم ما ليس في القران وفي رواية وقال مرة ما ليس عند الناس ف فيه ابطال لزعم الجهلة

ان تعذبہم الخ روایت کیا اس کو نسائی اور ابن ماجہ نے بسند صحیح ف اس میں اصل ہے کہ عبادات شاقہ بھی مشروع ہیں جو بکثرت اہل شوق یا اہل خشیۃ سے منقول ہیں (جس پر خشک مزاجوں کا اعتراض ہے)

حدیث حضرت علی رض کی حدیث کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کوئی خفیہ بات ایسی نہیں فرمائی جسکو اور لوگوں سے پوشیدہ رکھا ہو بجز اس کے کہ خدا تعالیٰ کسی بندہ کو اپنی کتاب کے متعلق فہم عطا فرماوے اس کو نسائی نے ابو جحیفہ کی حدیث سے روایت کیا ہے کہ ہم نے حضرت علی رض سے کہا کیا تمہارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بجز قرآن کچھ اور شئے بھی ہے انہوں نے فرمایا نہیں قسم ہے اُس ذات کی جس نے دانہ کو شگافتہ کیا اور جان کو پیدا کیا بجز اسکے کہ خدا تعالیٰ کسی بندہ کو اپنی کتاب کے متعلق فہم عطا فرماوے۔ الحدیث اور وہ بخاری کے نزدیک ان الفاظ سے ہے کہ کیا تمہارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کوئی ایسی چیز ہے جو قرآن میں نہ ہو اور ایک روایت میں یہ ہے کہ ایکبار یہ کہا کہ ایسی چیز جو لوگوں کے پاس نہیں ف اس میں ابطال ہے جہلاء کے اس (بے بنیاد) زعم کا کہ وہ لوگ ایک علم

کون العبادات الشاقۃ غیر منکر

۳۹

ابطال العلم الخاص للشریعۃ وراثۃ العلم الاحمدی

من اثباتهم علما باطنيا
منقولا غير الظاهر المنقول
وفيه اثبات للعلم الوهبي
الذي حقيقته الفهم الصحيح
المستفاد من النور القلبي و
التقوى الكامل۔

الحديث اقرأوا القران ما
ائتلفت عليه قلوبكم
ولانت له جلودكم فاذا
اختلفتم فلستم تقرأونه و
في بعضها فاذا اختلفتم فقوموا
عنه متفق عليه من حديث
جندب بن عبد الله البجلي في
اللفظ الثاني دون قوله ولانت
له جلودكم **ف** فيه رعاية
النشاط في العبادة وتاخرها
وقت الملالة لكنه مخصوص
بالراسخ في العادة واما
قبل الرسوخ فلا بد من
حبس النفس عليه حتى
يرسخ في العادة

باطنی منقول کا اثبات کرتے ہیں اس علم ظاہری منقول کے علاوہ اور نیز اس میں اثبات ہے علم وہبی کا جسکی حقیقت فہم صحیح ہے جو نور قلب اور کمال تقوے سے پیدا ہوتا ہے (اور اس میں علم حدیث کی نفی نہیں مقصود حصر اضافی ہے جس سے مقصود علم مزعوم کی نفی ہے)۔

حدیث قرآن اس وقت تک پڑھو جب تک تمہارا دل لگے اور تمہارے بدن میں اثر ہو اور جب الجھنے لگو تو اس وقت گویا تم پڑھتے ہی نہیں اور بعض روایات میں ہے کہ جب تم الجھنے لگو تو کھڑے ہو جاؤ روایت کیا اسکو شیخین نے جندب بن عبد اللہ بجلی کی حدیث سے لفظ ثانی (یعنی فقوموا) میں مگر اس میں ولانت لہ جلودکم نہیں ہے **ف** اسمیں رعایت ہے نشاط کی عبادت میں اور جب اکتا جاوے تو اسکو دوسرے وقت پر رکھے لیکن یہ حکم اُس شخص کے ساتھ مخصوص ہے جو عادت عبادت میں راسخ ہو ایسے شخص کا جب جی گھبراوے تو مؤخر کر دے باقی قبل رسوخ سو اس وقت اپنے نفس کو مقید کرنا ضروری ہے یہانتک کہ عادت میں راسخ ہو جاوے (کیونکہ ابتدا میں تو تکلف ہوتا ہی ہے اگر اسوقت بھی ایسا کرنے لگے تو پھر عادت کی نوبت ہی نہ آوے)

(باقی آئندہ)

سو کر اٹھ بیٹھتے اور وضو کرکے صبح تک نفلوں مین قرآن پڑہتے رہتے تھے اور تم کہتے ہو کہ مجھے پانی وغیرہ کی ضرورت نہیں اور یہ بھی کہتے ہو کہ میں بڑا بھائی ہون۔ میں تو سمجھتی تھی کہ تم بڑے بھائی ہو تو ان سے عابد بھی زیادہ ہوگے مگر تم تو کچھہ بھی نہ نکلے۔ مولوی موسیٰ کہتے تھے کہ میں بھٹیاری سے یہ بات سنکر مارے شرم کے پانی پانی ہوگیا اور مجھے کوئی جواب نہ بن آیا۔

حاشیہ حکایت (۲۲) **قولہ** اس کہنے سے یقین ہوگیا **اقول** یعنی یہ کہ تم اونکے بھائی نہیں ہو **قولہ** تم بڑے ہو تو انسے عابد بھی زیادہ ہوگے **اقول** یعنی اصل یہی ہے کہ عمر کی زیادتی کے ساتھ کمالات دین میں بھی ساتھ ساتھ ترقی ہوتی رہے (**اشرف**)

(۲۳) خانصاحب نے فرمایا۔ کہ ایک شخص غیر مقلد تھے جن کا نام اسوقت مجھے یاد نہیں۔ یہ شخص دلی کی جامع مسجد میں حوض پر بیٹھے وضو کر رہے تھے۔ مولانا محمد قاسم صاحبؒ بھی حوض پر وضو کے لئے تشریف لائے۔ اور اون غیر مقلد کو سلام کیا اونھوں نے سختی سے کہا کہ تم مجھے سلام نہ کیا کرو میں تمہارا سلام لینا پسند نہیں کرتا مولانا نے وجہ دریافت کی تو کہا کہ تمہارے عقائد اچھے نہیں ہیں۔ مولانا مسکرائے اور مسکراکر فرمایا کہ ملاجی میں تمہیں اچھا جانتا ہون۔ اسلئے میں تمہیں سلام نہ چھوڑونگا۔ ہاں تم مجھے برا جانتے ہو تم جواب نہ دیا کرو۔

حاشیہ حکایت (۲۳) **قولہ** ملاجی میں تمہیں الی **قولہ** جواب نہ دیا کرو۔ **اقول** سبحان اللہ اخلاق یہ ہیں اور کمالات یہ ہیں اور اس سے غیر مقلدی کا مستحسن ہونا نہ سمجھہ لیا جاوے اسواسطے کہ اچھا ہونا مختلف اعتبارات سے ہو سکتا ہے کہ اہل کمال اپنے سے اچھا سمجھنے میں اون ہی اعتبارات پر نظر کرتے ہیں (**اشرف**)

(۲۴) خانصاحب نے فرمایا۔ کہ مدرسہ عبدالرب پہلے امام کی گلی کی طرف تھا۔ اور اس میں مولوی احمد حسن صاحب امروہی و مولوی فخر الحسن صاحب گنگوہی مدرس تھے۔ مولانا محمد قاسم صاحبؒ اس زمانہ میں منشی ممتاز علی صاحب کے مطبع میں کام کرتے تھے۔ اور مولوی احمد حسن اور مولوی فخر الحسن صاحبان کی وجہ سے اکثر مدرسہ میں سویا کرتے

تھے۔ ایک روز مدرسہ کی چھت پر تین چار پائیاں بچھی ہوئی تھیں ایک مولوی احمد حسن صاحب
کی اور ایک مولانا کی ایک امیر کی (امیر سے مراد خود خانصاحب ہیں) اور ہم اسوقت سونے
کے لئے لیٹے تھے۔ اوس زمانہ میں ایک گنبد والی مسجد میں (جو اوس گلی میں واقع ہے۔ جو
حکیم محمود خانصاحب کے مکان سے چاوڑی بازار کو جاتی ہے) ایک امام رہتے تھے۔ جو
قرآن اچھا پڑھتے تھے۔ یہ شخص پہلے خوش عقیدہ تھے مگر بعد کو بدعتی ہو گئے تھے۔ اور مولانا
کو برا بھلا کہتے تھے۔ مگر مجھے یہ حالت اونکی معلوم نہ تھی۔ میں نے مولوی احمد حسن صاحب
سے کہا کہ صبح کو ایک گنبد والی مسجد میں نماز پڑھینگے۔ کیونکہ وہاں کے امام قرآن اچھا
پڑھتے ہیں مولوی احمد حسن صاحب سے بے تکلفی تھی انہوں نے کہا کیا بکتا ہے بے۔ تو کچھ
احمق ہو گیا ہے کیا وہ اس قابل ہے کہ اوسکے پیچھے نماز پڑھی جاوے وہ ہمارے مولانا
کی تکفیر کر چکا ہے اور اونکو برا بھلا کہتا ہے۔ یہ سنکر مولانا فوراً اُٹھ بیٹھے اور فرمایا۔ کہ
احمد حسن تم ان کو احمق کہتے ہو تم خود احمق ہو میں ان امام صاحب کو بہت اچھا جانتا ہوں۔
اور یہ بھی اونکی دینداری کی بات ہے کہ وہ مجھے بُرا سمجھتے ہیں کیونکہ وہ میری باتوں کو
اپنے نزدیک خلافِ دین سمجھتے ہیں اسلئے برا سمجھتے ہیں اگر وہ میری باتوں کو سمجھتے ہوتے
تو کبھی بُرا نہ کہتے۔ پس یہ ان کا مجھے بُرا کہنا عین دینداری ہے اور اگر ایسی حالت میں وہ
مجھے اچھا کہیں تو یہ اچھا کہنا خلاف دینداری ہے اور فرمایا۔ کہ ہمارے بزرگوں کا یہی
طریق ہے چنانچہ مولانا اسمٰعیل صاحب شہیدؒ کے زمانہ میں عیدگاہ کے امام حاجی قاسم تھے
جو مولانا کے سخت مخالف تھے اور مولانا کو بہت بُرا بھلا کہتے تھے بلکہ کھلی کھلی تکفیر کرتے
تھے ایک مرتبہ عید کا زمانہ آیا اور لوگوں نے دریافت کیا کہ حضرت آپ عید کی نماز کہاں
پڑھیں گے مولانا نے فرمایا کہ عیدگاہ میں۔ لوگ متحیرانہ طور پر خاموش ہو گئے۔ مولانا نے
انکے تحیر کو سمجھکر ان سے پوچھا کہ تحیر کی کیا بات ہے انھوں نے عرض کیا کہ حضرت وہ تو
آپ کی تکفیر کرتے ہیں اور ایسے ہیں ویسے ہیں آپ نے فرمایا کہ یہ اونکی عین دینداری
ہے میری باتیں اونکی سمجھ میں نہیں آتیں۔ اور انکے نزدیک میں خلاف دین باتیں کرتا
ہوں اسلئے میری تکفیر کرتے ہیں اور مجھے برا جانتے ہیں۔ اھ۔ یہ قصہ ختم ہو گیا اور ہم سو گئے

۲۶

جب صبح ہوئی تو مولانا مجھے اپنے ہمراہ لیگئے اور صبح کی نماز ایک گنبد والی مسجد میں اونہی امام کے پیچھے پڑہی۔

حاشیہ حکایت (۲۴) قولہ تم خود احمق ہوا **قول** جسطرح حق تعالےٰ کو حق ہے آدم علیہ السّلام کی نسبت عصٰی فرمانے کا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو حق ہے حضرت ابوذر غفاریؓ کو انک امرء فیک جاھلیۃ فرمانیکا اور دوسروں کو یہ حق نہیں اسیطرح اکابر دین کو حق ہے اپنے اصاغر کو کچھ کہہ لینے کا اور دوسروں کو یہ حق نہیں۔ **قولہ** میں امام صاحب کو اچھا جانتا ہون الخ **اقول** اگر شبہ پڑے کہ مبتدع کی مدح کیسے فرمائی جواب وہی ہے جو حکایت (۲۳) کے حاشیہ میں غیر مقلدی کے استحسان کے جواب میں گذرا اور اُس اعتبار کو آگے خود ذکر بھی فرما دیا فی قولہ کیونکہ وہ میری باتون کو الخ **قولہ** اون ہی امام کے پیچھے پڑہی **اقول** مبتدع کے پیچھے اقتداء کا شبہ نہ کیا جاوے کیونکہ اول تو ممکن ہے کہ وہ اجتہادی بدعات میں مبتلا ہوں دوسرے کراہتہ اقتدا ر عدم ضرورت کی حالت میں ہے اور یہاں ضرورت تھی اصلاح اصحاب کی اور گو قول سے بھی اصلاح ہوسکتی تھی مگر فعلی اصلاح اقوی وارسخ ہے اور ان ضرورتوں کو اہل الفاظ نہیں سمجھہ سکتے صرف اہل معانی کے ساتھ خاص ہے (**اشت**)

(۲۵) خانصاحب نے فرمایا کہ مولانا نانوتوی وعظ نہ کہتے تھے۔ اگر کوئی بہت ہی اصرار کرتا۔ تو کہدیتے تھے ایک مرتبہ کسی نے اصرار کیا تو فرمایا وعظ ہم لوگوں کا کام نہیں۔ اور نہ ہمارا وعظ کچھ مؤثر ہوسکتا ہے۔ وعظ کام تھا مولانا اسمٰعیل صاحب شہید کا اور انہی کا وعظ مؤثر بھی تھا دیکھو اگر کسیکو پاخانہ پیشاب کی حاجت ہو تو اُسکے قلب میں اوسوقت تک بیچینی رہتی ہے جب تک وہ ان سے فراغت حاصل نہ کرلے اور اگر وہ کسی سے باتون میں بھی مشغول ہوتا ہے یا کسی ضروری کام میں لگا ہوتا ہے تو اوسوقت بھی اوسکے قلب میں پاخانہ پیشاب ہی کا تقاضا ہوتا ہے اور طبیعت اوسکی اسی طرف متوجہ ہوتی ہے اور وہ چاہتا ہے کہ جلد سے جلد اس کام سے فراغت پاکر قضائے حاجت کے لئے جاؤں سو واعظ کی اہلیت وعظ اور اوسکے وعظ کے تاثیر

۲۷

کے لئے کم از کم اتنا تقاضائے ہدایت تو ضرور ہونا چاہیئے جتنا کہ پاخانہ پیشاب کا۔ اگر اتنا بھی نہ ہو تو نہ واعظ وعظ کا اہل ہے اور نہ اوسکا وعظ مؤثر ہو سکتا ہے ہم لوگون کے قلوب میں ہدایت کا اتنا تقاضا بھی نہیں۔ جتنا کہ پاخانہ پیشاب کا۔ اسلئے ہم نہ وعظ کے اہل ہیں اور نہ ہمارا وعظ مؤثر ہو سکتا ہے ہان یہ تقاضا مولوی اسمٰعیل صاحب کے دل میں پورے طور پر موجود تھا اور جب تک وہ ہدایت نہ کر لیتے تھے اونکو چین نہ آتا تھا چنانچہ وہ ایک ایک دن میں بیس بیس جگہ وعظ کہتے تھے اسلئے وہ وعظ کے اہل تھے اور اون کا وعظ مؤثر بھی ہوتا تھا۔

حاشیہ حکایت (۲۵) قولہ اونکو چین نہ آتا تھا **اقول** یہ اثر لازم ہے شفقت کاملہ کا اور اس بے چینی کے ممنوع ہونیکا ان آیات سے شبہ نہ کیا جاوے قولہ تعالےٰ واصبر وما صبرك الا بالله ولا تحزن علیهم ولا تك فی ضیق مما یمکرون وقولہ تعالےٰ لعلك باخع نفسك ان لا یکونوا مومنین وقولہ تعالےٰ اما من استغنی فانت له تصدی وقولہ تعالےٰ من اهتدی فانما یهتدی لنفسه ومن ضل فانما یضل علیها وما انت علیهم بوکیل ونحوها من الآیات۔ کیونکہ مراد ان آیات میں وہ درجہ ہے جسکا اشتغال محتمل ہو افضاء الی الاخلال فی الضروریات الدنیویہ او الدینیۃ کو اشت) ۲۸

(۲۶) خانصاحب نے فرمایا۔ کہ ایک شخص پنجابی ڈاکٹر مکہ معظمہ گیا تھا حافظ..... کی بیوی سے ان کا نکاح ہو گیا تھا۔ اس نکاح میں کچھ باتیں حضرت حاجی صاحب کی طبیعت کے خلاف بھی ہوئیں تھیں اور یہ ڈاکٹر کچھ اچھا آدمی بھی نہیں تھا چنانچہ میں اسکو مکہ جانے سے پہلے سے جانتا تھا اس ڈاکٹر نے ایک مرتبہ گستاخانہ طور پر حضرت حاجی صاحب سے کہا کہ مجھے آپکے اندر کوئی کمال نظر نہیں آتا۔ رہی آپکی شہرت سو یہ مولوی رشید احمد صاحب اور مولوی محمد قاسم صاحب کی وجہ سے ہوئی ہے۔ پھر مجھے حیرت ہے کہ مولوی رشید احمد صاحب اور مولوی محمد قاسم صاحب آپ سے کسطرح بیعت ہو گئے۔ اللہ رے نفوس قدسیہ کہ اسکو سنکر ذرا تغیر نہیں ہوا اور مسکرا کے فرمایا کہ ہاں بھائی بات تو بہت ٹھیک کہتے ہو مجھے خود بھی حیرت ہے کہ یہ حضرات میرے کیون معتقد ہو گئے اور لوگ مجھے کیون مانتے ہیں۔

(باقی آئندہ)

پہلا مژدہ

حنفیہ کے ذمہ ہمیشہ سے یہ غیر واقعی الزام تھا کہ ان کے پاس احادیث بہت کم ہیں، حتی کہ بعض نے یہی کہدیا کہ انکے پاس صرف تین چار ہی حدیثیں ہیں اسکے جوابات مختلف زبانوں میں مختلف حضرات نے ہمیشہ دیئے مگر اس زمانہ مین چونکہ بعض فرقے ایسے پیدا ہوئے ہیں کہ جو حنفیہ پر طعن و تشنیع سے کام لیکر اپنی عاقبت خراب کرتے ہیں اور عوام کو بہکاتے ہیں اسلئے ایک ایسی کتاب کی ضرورت محسوس ہوئی کہ جس میں مسائل فرعیہ کے دلائل میں جو احادیث حنفیہ کی مستدل ہیں اُن کو یکجا جمع کر دیا جاوے۔ خدا کا شکر ہے کہ اس کتاب کی تالیف ۱۳۲۶ھ میں شروع ہوئی اور ۱۳۳۰ھ مین اسکا پہلا حصہ بنام **احیاء السنن** شائع بھی ہوگیا اور ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوکر ختم ہوگیا۔ اب اس کتاب کا دوسرا حصہ مسمی بہ **اعلاء السنن** چھپکر تیار ہوگیا ہے اسکے بھی بہت کم نسخے رہ گئے ہیں۔ اصل کتاب عربی میں اس طرح ہے کہ اوپر حدیث نقل کرکے اسکے نیچے جو مسئلہ اس سے مستنبط ہوتا ہے اسکی تقریر کردیگئی ہے۔ یہ تقریر عربی میں ہے اور مفصل ہے اور حاشیہ پر زبان اُردو میں ان احادیث کا ترجمہ اور تقریر کا ماحصل درج کیا گیا ہے تاکہ عوام بھی اس سے فائدہ اٹھاکر بہکانے والون کی شر سے محفوظ رہیں۔ جلدیں بہت کم باقی ہیں۔ جلد منگائیے۔ قیمت دو روپے چار آنے۔ (عہ)

دوسرا مژدہ

خدا تعالے کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ وہ تمنا جو ۱۳۲۲ھ سے دل میں تھی اور اسکی تکمیل کے لئے دل بے اختیار تھا ۱۳۲۴ھ میں پوری ہوئی کہ کتاب مستطاب مسمی بہ **کلام الملوک** جو کہ حضرات صحابہ رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین کے نظم ملفوظات کا مجموعہ ہونے کے اعتبار سے ملوک الکلام ہے طبع ہوکر اہل علم کیخدمت میں پیش ہوگئی یہ مجموعہ بفضلہ تعالے جس طرح کلام صحابہ ہونے کی وجہ سے بیشمار انوار و برکات پر مشتمل ہے اسیطرح ایک ممتاز درجہ کی ادبی کتاب بھی ہے اور چونکہ ہر کلام کے اول مختصراً اوسکا موقع بھی لکھا گیا ہے اسلئے ایک مختصر تاریخی کتاب بھی ہے اور مضامین کی خصوصیات کے جو قواعد ہیں مثل مدح نبوی اور مدح صحابہ اور انکے کارنامے اور اُنکی جناب رسول اللہ صلعم کے ساتھ محبت وغیرہ اونکے علاوہ ہی عام شائقین کے نفع کیلئے انکے اشعار کا اُردو سلیس ترجمہ بھی حاشیہ پر لکھدیا گیا ہے تاکہ اردوخوان حضرات بھی ان برکات سے منتفع ہوسکیں۔

مشورہ مفید } اس خزینہ طیبہ کو اگر حضرات اہل علم خصوص مہتممین اپنے مدارس میں داخل درس فرمادیں تو اس کا نفع تام ہوجاوے اور تاجر اگر اسکی قیمت میں رعایت کا لحاظ رکھیں تو انشاء اللہ تعالے نفع عام ہوجاوے اس مجموعہ مبارکہ کا ہدیہ تین روپے آٹھ آنے ہے۔ (سمہ)

المشتہر:۔ محمد عثمان مالک کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلان دہلی

التکشف عن مہمات التصوف

تصوف کی حقیقت میں نہایت ضروری کتاب، جسکی مختصر فہرست مضامین یہ ہے مسائل متعلقہ نوافل حقیقت طریقت یعنی خلاصہ سلوک حقوق طریقت یعنی طریقہ میں داخل ہو کر جو جو کام کرنے ہونگے تحقیق کرامت تحقیق مسمریزم۔ طلسم کشائی، فریسن یعنی فریسن کی تحقیق۔ علاج وساوس **جلد دوم** ملخص الانوار وانجلی اسمیں تصوف کے ایک اہم مسئلہ تنزلات ستہ اور جامعیت انسان کی تحقیق نہایت عجیب اور سہل اور مطابق شریعت غراء کے فرمائی ہے۔

الفتوح فیما یتعلق بالروح روح کے متعلق حکمائے متقدمین ومتاخرین وصوفیہ کے مذاہب بیان فرمائے ہیں اور ان میں جو مذاہب باطل ہیں انکی تردید اور مذہب حق کا اثبات اور یہ کہ عذاب ثواب کس روح کو ہوتا ہے اور یہ کہ روح مجرد ہے یا مادی تمام مباحث کو مدلل ومفصل بیان فرمایا ہے **جلد سوم** اسکے دو جزو ہیں۔ اول رسالہ مسائل المثنوی ہے اسمیں کلید مثنوی شرح مثنوی مولانا روم دفتر اول سے مسائل سلوک مثل وحدۃ الوجود۔ وحدۃ الشہود ومعنی ابن الوقت وابو الوقت ومسئلہ عینیت وغیریت وطرق وصول وغیرہ کو ملتقط فرماکر جمع فرمایا ہے **جلد چہارم** لسان الغیب حضرت حافظ شیرازیؒ کے دیوان (حافظ) کی ردیف خا تک کی شرح ہے جسمیں سلوک تصوف کوٹ کوٹ کر بھرا ہے اسکی خوبی سے بیان قاصر ہے اور شرح اس دیوان کی دیکھنے کے بعد اسکو دیکھا جاوے۔ تب معلوم ہوگا کہ یہ کیا شے ہے۔ **جلد پنجم** اسکے تین جزو ہیں اول جزو حقیقۃ الطریقہ ہے اسمیں تیرہ باب ہیں جنکے مضامین مختلف طور سے لکھے ہیں اور ہر مضمون پر اس باب کا بھی نام لکھدیا ہے، جس باب کا وہ مسئلہ ہے، اور وہ تیرہ باب یہ ہیں۔

اخلاق، احوال، اشغال، تعلیمات، علامات، عادات، رسوم، مسائل، اقوال، توجیہات اصلاح، متفرقات، ان ابواب کے مضامین کو تین سو تیس احادیث صحیحہ سے ثابت فرمایا ہے جسکے دیکھنے سے صوفی غالی کا غلو اور منکر تصوف کا انکار کافور ہو جاتا ہے، یہ کتاب بالکل ایک نئی شان سے لکھی گئی ہے۔ حضرات صوفیہ رحمہم اللہ کے اشغال ورسوم وغیرہ کو حدیث شریف سے ثابت فرمادیا ہے، دوسرا جزو اس جلد کا رسالہ النکت الدقیقہ ہے اسمیں بعض وہ مضامین ہیں جنکو بعض اہل ظاہر بدعت بتاتے تھے انکو احادیث شریف سے ثابت فرمادیا ہے۔

تیسرا جزو اس جلد کا تائید الحقیقۃ ہے اس میں آیات سے مقاصد سلوک کو ثابت فرمایا ہے اس کتاب کی حقیقت بلا مطالعہ نہیں معلوم ہو سکتی۔ ضخامت ۵۲۰ صفحات تقطیع ۲۲/۲۹ کاغذ سفید۔ قیمت چار روپے۔

المشتہر:۔ **محمد عثمان مالک کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی**